عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوۃ
INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN
جلد:۳۱ | ۲۵؍رجب تا یکم شعبان ۱۴۳۳ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲؍جون ۲۰۱۲ء | شمارہ:۲۳

اسلام دشمنی کی تحریک

پس منظر

پیش منظر

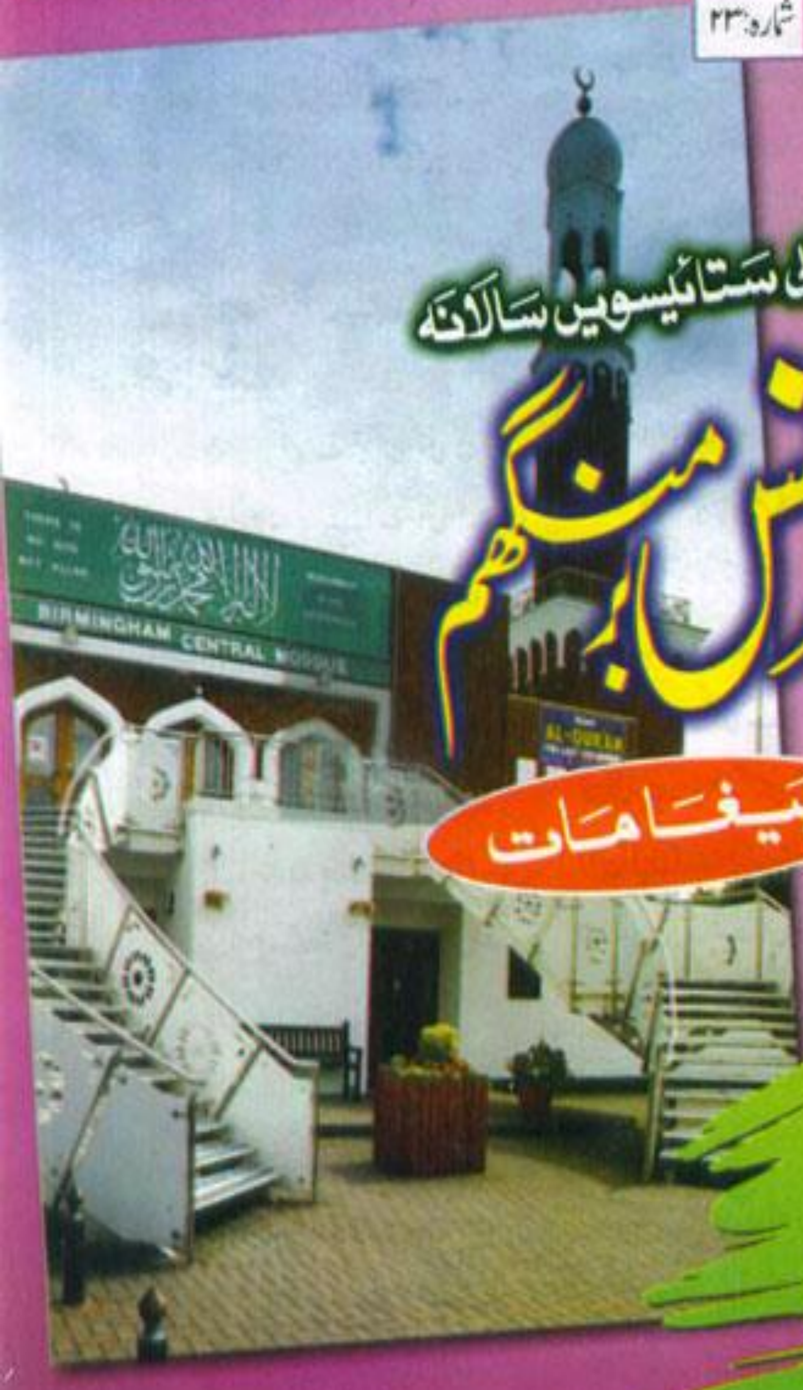

24 جولائی کو منعقد ہونے والی ستائیسویں سالانہ

ختم نبوّت کانفرنس برمنگھم

خصوصی تحریر اور پیغامات

فحاشی اور بے حیائی کا سیلاب

Website: http://www.khatm-e-nobuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.c
http://www.khatm-e-nubuwwat.c

"شیزان کمپنی" کے بارے میں وضاحت

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

امجد، نعیم، لاہور

س:... قادیانیوں نے فیس بک پر ایک میسج چلایا ہوا ہے کہ شیزان کمپنی ہماری نہیں ہے خواہ مخواہ ہمارے خلاف پروپیگنڈا کیا جاتا ہے۔ کیا واقعی ایسا ہے؟ کیا اس کے مالکان مسلمان ہیں؟ کیا یہ کمپنی اب مسلمانوں نے خرید لی ہے؟ اس کی کیا حقیقت ہے؟

ج:...... ہم نے شیزان کمپنی کی ویب سائٹ اور سالانہ رپورٹ برائے سال ۱۰-۲۰۱۱ء کا مطالعہ کیا جس کے مشاہدات مندرجہ ذیل ہیں:

۱:... کمپنی لاہور اور کراچی اسٹاک ایکسچینج پر رجسٹرڈ ہے اور اس کے حصص (Shares) عام پبلک کے لئے خرید وفروخت کے لئے دستیاب ہیں۔

۲:... سالانہ رپورٹ برائے اختتامی سال ۳۰ رجون ۲۰۱۱ء کے مطابق کمپنی کے حصص مندرجہ ذیل لوگوں کے پاس ہیں:

الف:... کمپنی کے ڈائریکٹرز اور ان کے متعلقین (قادیانی اکثریت) تقریباً ۲۷ فیصد۔

ب:... بینک، انشورنس کمپنیاں اور مالیاتی ادارے (سودی کاروبار) تقریباً ۴۱ فیصد۔

ج:... عام شہری ودیگر تقریباً ۳۲ فیصد۔

۳:... نیشنل بینک کے پاس سب سے زیادہ یعنی ۱۹ فیصد حصص ہیں۔ ایک غیر ملکی امریکی بینک کے پاس بھی ۱۰ فیصد حصص ہیں (یہ دونوں ۴۱ فیصد میں شامل ہیں)۔

۴:... کمپنی کے ڈائریکٹران مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) منیر نواز (چیئرمین)
(۲) محمد خالد (چیف ایگزیکٹو)
(۳) محمود نواز (ڈائریکٹر)
(۴) سی ایم خالد (ڈائریکٹر)
(۵) امۃ الحی خالد (ڈائریکٹر)
(۶) ایم نعیم (ڈائریکٹر)
(۷) سیّد منور حسین رضوی (نامزد ڈائریکٹر این آئی ٹی)
(۸) سلیم زمیندار (نامزد ڈائریکٹر این آئی ٹی)

۵:... کمپنی کے ڈائریکٹرز کی اکثریت قادیانی ہے۔ سیّد منور حسین رضوی اور سلیم زمیندار (این آئی ٹی) کے نامزد کردہ ڈائریکٹر ہیں اور انتظامی امور میں ان کی مداخلت نہیں ہوسکتی۔

۶:... انتظامی امور کے ڈائریکٹر (Executive Director) کہلاتے ہیں جو نواز فیملی سے ہی ہیں۔

۷:... کمپنی کے انتظامی امور بشمول چیئرمین بدستور قادیانیوں کے قبضہ میں ہیں۔ عام شہریوں کو بظاہر ۳۲ فیصد حصص جاری کئے ہیں، مگر کوئی نمائندہ عام پبلک کی طرف سے ڈائریکٹر متعین نہیں۔

۸:... یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ آیا عام پبلک کو حصص قادیانیوں نے فروخت کئے ہیں یا پھر کسی نئے پلانٹ کے لگانے کے لئے براہِ راست عام لوگوں سے رقم طلب کرکے انہیں اس کے بدلے حصص جاری کئے گئے (عام طور پر دیگر کمپنیاں اپنے کاروبار کو وسعت دینے کے لئے براہِ راست نئے حصص فروخت کرکے رقم جمع کرتی ہیں۔

۹:... قادیانی باوجود صرف ۲۷ فیصد حصص کی ملکیت رکھنے کے تمام انتظامی امور پر قابض ہیں، دیگر مراعات کے علاوہ تنخواہ وغیرہ کی مد میں چیف ایگزیکٹو اور ڈائریکٹروں کو ایک کروڑ سے زائد رقم (ایک کروڑ چودہ لاکھ) سالانہ ادا کی گئی۔

۱۰:... چونکہ تمام امور براہِ راست قادیانی چلا رہے ہیں، لہٰذا یہ کہنا کہ کمپنی قادیانیوں کی تسلط سے آزاد ہوگئی محال ہے، دیگر غیر قادیانی ڈائریکٹر بحیثیت نگران کے ہیں جو مالیاتی اداروں کی طرف سے متعین ہیں (نہ کہ عام پبلک کی طرف سے) جھوٹ اور دھوکا و فریب قادیانیوں کی گھٹی میں داخل ہے۔ ان کے جدامجد نے قادیانی مذہب کی بنیاد ہی جھوٹ اور دھوکا دہی پر اٹھائی ہے۔ اس لئے مرزائیوں کی بات پر یقین کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۳۱ — ۲۵ر رجب تا یکم شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ / جون ۲۰۱۲ء — شمارہ: ۲۳

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

اسلام دشمنی کی تحریک … پس منظر، پیش منظر	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
علم کا مقام اور اہل علم کی ذمہ داریاں	۹	مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ
فحاشی اور بے حیائی کا سیلاب …	۱۱	مولانا عزیز الرحمٰن مدظلہ
۲۷ ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس برمنگھم …	۱۳	مفتی خالد محمود
ماہ رجب میں ہونے والی بدعات (۲)	۱۹	مفتی محمد راشد ڈسکوی
اسلام کے مایہ ناز جرنیل	۲۲	مفتی حفیظ الرحمٰن
اسلام اور مرزائیت	۲۳	مولانا عتیق الرحمٰن
درس گاہ نبوت کے تربیت یافتہ	۲۵	مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی
گستاخ رسول کی شرعی سزا	۲۶	عبداللطیف تونسوی

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زرتعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۳۵۰ روپے

چیک - ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ: 0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35.Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

گزشتہ سے پیوستہ

دنیا سے بے رغبتی

حضراتِ صحابہ کرامؓ کی معیشت کا نقشہ

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

یہ حدیث بہت سے اہم فوائد پر مشتمل ہے۔

اوّل:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی تنگیٔ معیشت، اور بعض اوقات ان کا بھوک سے بے تاب ہوجانا۔

دوم:... حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی منقبت و فضیلت، حدیث کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ان کی بے وقت حاضری بھی شاید بھوک کی وجہ سے ہوئی تھی، لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے کا سبب دریافت فرمایا تو انہوں نے عرض کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت و ملاقات، آپ کے دیدارِ پُرانوار سے لطف اندوز ہونے اور سلام عرض کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ کیونکہ یہی چیز حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی بھوک کا علاج اور ان کے درد کا درماں تھی، اس لئے انہوں نے اصل سبب کا تذکرہ نہیں فرمایا، بلکہ جس تدبیر سے یہ سبب زائل ہوسکتا تھا اس کا ذکر فرمایا۔ اس سے حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق، بارگاہِ نبوی میں ان کا ادب، حسنِ تعبیر اور سلیقۂ عرض داشت میں ان کا کمال واضح ہوتا ہے۔

سوم:... اس حدیث سے حضرت ابوالہیثم صحابی رضی اللہ عنہ کے متعدد فضائل و مناقب بھی معلوم ہوئے، مثلاً: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ازخود ان کے گھر کو تشریف بری کا شرف بخشنا، جو ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالِ تعلق اور نہایت بے تکلفی کی دلیل ہے، پھر ان کا فرطِ مسرت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لپٹنا، "میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں!" کے الفاظ سے آپ کا استقبال کرنا، اور آپ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معزز رفقاء کے اعزاز و اکرام کا مظاہرہ کرنا۔

چہارم:... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ شانہٗ کی نعمتوں کی کتنی قدر فرماتے تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان نعمتوں کی، جن کی طرف عام لوگوں کو التفات بھی نہیں ہوتا، کیسی عظمت ظاہر فرمائی کہ یہی وہ نعمتیں ہیں جن کے بارے میں قیامت کے دن بندوں سے سوال ہوگا۔ حق تعالیٰ شانہٗ کی نعمتوں کی قدر کرنا اور ان پر شکر بجالانا معرفتِ الٰہی کا ایک عظیم الشان شعبہ ہے۔ جب بندہ اس پر نظر کرے کہ اس کریم آقا نے اپنے انعامات کی کیسی بارش کر رکھی ہے، حالانکہ میں ان ادنیٰ سے ادنیٰ نعمت کا بھی مستحق نہیں تھا، اور نہ کسی چھوٹی سے چھوٹی نعمت کا حق ادا کرسکتا ہوں، تو اس کے دل میں تشکر و امتنان کے جذبات پیدا ہوں گے اور وہ دل کی گہرائیوں سے مالک کا شکر ادا کرے گا۔

پنجم:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ابوالہیثم رضی اللہ عنہ سے یہ دریافت فرمانا کہ: کیا تمہارے پاس کوئی خادم نہیں ہے؟ اور نفی میں جواب ملنے پر انہیں خادم دینے کا وعدہ فرمانا، یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک محبوبانہ ادا تھی کہ کوئی شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حسنِ سلوک کرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بدلے میں اس پر انعام و احسان فرماتے تھے، اور اگر کوئی ہدیہ پیش کرے تو جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ضرور ہدیہ عنایت فرماتے تھے۔ اس سے عارفین نے یہ سمجھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالی میں جو اُمتی صلوٰۃ و سلام کا ہدیہ پیش کرتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ان کے اس ہدیے کا بدلہ عنایت فرمایا جاتا ہے، اور جس شخص کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالی سے سلام کا ہدیہ بھیجا جائے اس کی خوش بختی لائقِ رشک ہے! اور قیامت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسے لوگوں کے لئے شفاعت فرمانا بھی اس کا ایک مظہر ہے، جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص مجھ پر دُرود پڑھے، میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا۔

"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا."

ششم:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے جواب میں کہ: "ان دو غلاموں میں اپنی پسند کا ایک منتخب کرلو!" حضرت ابوالہیثم رضی اللہ عنہ کا یہ عرض کرنا کہ: "آپ ہی پسند فرمادیں!" ان کے عشق و محبت اور کمالِ ایمان کی دلیل ہے۔ مؤمنِ کامل کی نظر میں وہی چیز پسندیدہ ہے جس کو اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا ہو، اس کی پسند و ناپسند اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند و ناپسند میں فنا ہوجائے۔ حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی یہی شان تھی اور مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند فرمودہ شکل و شباہت، وضع قطع، لباس و پوشاک، طرزِ معاشرت وغیرہ کو چھوڑ کر دُوسری چیزوں کو پسند کرتے ہیں، یہ بہت بڑی سعادت سے محروم ہیں، اگر ہم کمالِ ایمان اور محبتِ نبوی سے سرشار ہوتے تو ممکن نہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند فرمودہ چیزیں ہمیں محبوب و مرغوب نہ ہوتیں۔

ہفتم:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشادِ گرامی کہ: "جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہوتا ہے" شریعت کے قواعد میں سے ایک اہم ترین قاعدہ ہے، جس پر حسنِ معاشرت اور اخلاقِ عالیہ کا مدار ہے۔ جس شخص سے مشورہ لیا جائے، اس کو معاملے کے تمام پہلوؤں پر غور کرکے مشورہ لینے والے کی خیرخواہی اور مصلحت کی پوری پوری رعایت رکھتے ہوئے مخلصانہ مشورہ دینا چاہئے، یہ مشورہ اس کے پاس امانت ہے، اور اسے غلط مشورہ دے کر اس امانت میں خیانت نہیں کرنی چاہئے۔

ہشتم:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام کے بارے میں یہ ارشاد فرمانا کہ: "اس کو لے لو، کیونکہ میں نے اس کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے" اور پھر اس کے بارے میں بھلائی کی وصیت فرمانا، اس سے واضح ہوتا ہے کہ نماز پڑھنے والے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں کتنی قدر تھی! اور یہ کہ جو شخص نماز کی دولت سے محروم ہو، وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ انتخاب سے گرا ہوا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز پڑھنے والوں کے ساتھ حسنِ سلوک اور بھلائی کرنے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے وصیت اور تاکید ہے۔

(جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

اسلام دشمنی کی تحریک

پسِ منظر ...... پیش منظر

الحمد للّٰہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

مغربی استعمار نے تجارت کے نام پر ہندوستان پر قبضہ کیا، یہاں کے مسلم حکمرانوں کو تہہ تیغ کیا، علمائے کرام کو سولی پر لٹکایا، محب دین عوام کو گاجر مولی کی طرح کاٹا، استعمار کے اس ظلم وجور کے سامنے بند باندھنے کے لئے بچے کھچے علمائے کرام نے استخلاص وطن کی تحریک چلائی، مخلص و مسلم عوام نے ساتھ دیا، نتیجتاً اس غاصب اور جابر استعمار کو یہاں سے بوریا بستر گول کرکے بھاگنا پڑا۔

مسلمانوں کی اس جدوجہد آزادی کے نتیجے میں نوزائیدہ ملک پاکستان وجود میں آیا، پاکستان بننے کے کچھ عرصہ بعد یہاں کے اقتدار اور مناصب پر ہواء وہوس کے بیماروں اور مال وزر کے پجاریوں نے قبضہ جمالیا، انہوں نے اپنے اقتدار کو طول دینے اور حرص وطمع کی آگ بجھانے کے لئے انگریز کی غلامی کو قبول کیا اور اس مملکت خداداد پاکستان کی خودداری وخودمختاری کو اپنے ان آقاؤں کے پاس گروی رکھ دیا۔

جس طرح انگریز اپنے ایجنڈے اور خواہشات کی تکمیل میں مسلمانوں خصوصاً علماء کرام کو حارج اور اپنی راہ کا بھاری پتھر سمجھتا تھا، اسی طرح اقتدار کے بھکاریوں نے بھی مسجد ومدرسہ، محب دین ومحب وطن علماء، طلبا اور دین دار مسلمانوں کو اپنے آقاؤں کے ناپاک عزائم اور غلیظ پالیسیوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اپنی راہ میں حائل اور رکاوٹ سمجھا۔

اس لئے انہوں نے ایک طرف تو اس ملا، مولوی سے جان چھڑانے کے لئے دہلی سیکٹریٹ اور پاکستان بننے کے بعد کراچی سیکٹریٹ میں ملازمت کرنے والے انگریز کے ساختہ وپرداختہ مسٹر غلام احمد پرویز کو دریافت کیا، جس نے کہا:

”قرآن کریم میں جہاں اللہ ورسول کا ذکر آیا ہے، اس سے مراد ”مرکز نظام حکومت ہے۔“ (معارف القرآن، ج:۴، ص:۶۲۳)

اور جس نے کہا:

”جب تک دین کی باگ مولوی کے ہاتھ میں ہے، صدقات نکلتے رہیں گے، زکوٰۃ دی جاتی رہے گی، قربانیاں ہوتی رہیں گی، لوگ حج بھی کرتے رہیں گے اور قوم بدستور بے گھر، بے در، بھوکی ننگی اسلام کے ماتھے پر کلنک کے ٹیکے کا موجب بنی رہے گی۔“

(قرآنی فیصلے، ص:۵۴، بحوالہ شخصیات وتأثرات، ص:۶۴)

اس کے بعد اس گروہ نے ایک نیا راستہ اختیار کیا، کراچی میں ایک ’’مرکزی ادارہ تحقیقات اسلامی‘‘ قائم کیا اور اس کے لئے کج رو اور کج ذہن ملاحدہ کی اکثریت کو بھرتی کیا، جس کی سربراہی کے لئے میکگل یونیورسٹی کے ایک مستشرق ڈاکٹر فضل الرحمٰن کو امریکا سے درآمد کیا گیا۔ ڈاکٹر صاحب کو ’’ادارہ تحقیقات اسلامی‘‘ کے ذریعہ کیا کام تفویض کیا گیا تھا؟ اس کو سمجھنے کے لئے حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ کے ایک مکتوب (جو انہوں نے ۲۰ ذوالحجہ ۱۳۶۴ھ کو حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی قدس سرہ کی خدمت میں ارسال کیا تھا) کا حوالہ دینا ضروری ہوگا، موصوف لکھتے ہیں:

’’کئی سال ہوئے، ایک بہت بڑے مسلمان سرکاری عہدے دار نے (جو غالباً ’’سر‘‘ کا خطاب بھی رکھتے ہیں) مجھ سے دوران گفتگو کہا تھا کہ آپ لوگ اور آپ کے یہ مذہبی گھروندے (مدرسے اور خانقاہیں) صرف اس لئے ہندوستان (متحدہ ہندوستان) میں باقی ہیں کہ انگریزی حکومت کی پالیسی ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے، جس دن یہ پالیسی ہمارے ہاتھ میں آ جائے گی، ہم آپ لوگوں اور آپ کے ان اڈوں کو ختم کردیں گے اور ’’مداخلت فی الدین‘‘ کے نعروں سے آپ عوام میں جو ہیجان انگریز یا ہندو کے خلاف پیدا کر دیتے ہیں، ہمارے خلاف پیدا نہیں کرسکیں گے، ہم جو کچھ کریں گے مسلمان قوم کو ساتھ لے کر کریں گے اور رائے عامہ کو اتنا زیادہ تیار کریں گے کہ وہ آپ لوگوں کو اپنے مفاد کا دشمن اور قابل قتل سمجھنے لگیں گے، جیسا کہ ٹرکی میں ہو چکا ہے۔‘‘ (انوار عثمانی ص:۱۵۲)

یعنی اس ادارہ کا مقصد اسلام اور حاملانِ اسلام کے خلاف مسلمانوں کے ذہن تیار کرنا، عوام کی ذہنیت کو اس سطح پر لے آنا کہ وہ اسلام اور علمائے اسلام کو اپنے مفاد کا دشمن اور قابل قتل سمجھنے لگیں۔ دین اسلام کے چہرے کو مسخ کرنے اور اس کا حلیہ بگاڑنے کے لئے مسلمانوں کے اسلام کو ’’روایتی اسلام، فرسودہ اسلام، جامد اسلام‘‘ جیسی اصطلاحات سے تعبیر کیا گیا۔ ذخیرۂ احادیث کو قرون وسطیٰ کی پیداوار بتایا گیا، اسلامی شریعت کا ماخذ رومن قانون کو بتایا گیا، قرآن کریم کو پیغمبر کے اندرونی احساسات کی آواز ٹھہرایا گیا، سود اور شراب کو حلال قرار دیا گیا۔

دوسری طرف اس گروہ نے علماء کرام اور دین دار عوام کی تحقیر و توہین کو اپنا وطیرہ بنالیا اور ایک عرصہ تک ظاہراً یہ رٹ لگائی گئی کہ ہم تو ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنا چاہتے ہیں، لیکن یہ ملا اور مولوی ہماری ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہیں اور اندرونِ خانہ دین دار عوام اور علماء کرام کو مٹانے کے منصوبے بنائے گئے۔ اس کے لئے انہوں نے اللہ کے دشمنوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے باغیوں، ملحدوں اور دین بیزار لوگوں کو اہم حکومتی مناصب پیش کئے، جس کی بنا پر ملکِ عزیز پاکستان آج تک اپنے اس مقصدِ وجود کو نہ پاسکا، جس کے لئے وہ بنایا گیا۔ اس گروہ نے ۱۹۵۳ء میں دس ہزار مسلمانوں کا خون بہایا، اکابر علمائے امت کو جیلوں میں ٹھونسا، ۱۹۷۴ء میں غنڈہ گردی کا مظاہرہ کیا، تحریک نظام مصطفیٰ کی پاداش میں علمائے کرام کو برف کی سلیوں پر لٹایا، ان پر وحشیانہ تشدد کیا گیا، ان کے مدارس اور مساجد کو بند کرنے اور حکومتی تحویل میں لینے کے منصوبے بنائے گئے۔

ماضی قریب میں اس گروہ کا ایک نمائندہ جب پاکستان کی کرسی صدارت پر قابض ہوا تو اس نے کہا:

’’اسلام امن، روشن خیالی اور محبت کا مذہب ہے، مسلمانوں میں یہ شعور ہونا چاہئے کہ اسلام کو خود سمجھیں، نہ کہ ہم اسلام کو مولوی صاحبان کے حوالے کردیں، اور خود الگ ہوکر بیٹھ جائیں، کوئی بھی مولوی یا باریش شخص مسجد میں کھڑے ہوکر جو مرضی بکواس کرے، غلط سلط کہتا رہے، ہم اسے کچھ نہیں کہتے، اس لئے غیر منطقی اور فضول باتیں کہنے کا سلسلہ بڑھتا جارہا ہے، ہم میں جرأت ہونا چاہئے، اگر کوئی عقل کی بات نہیں کرتا تو اسے ٹوکنا چاہئے، انہوں نے یہ بھی کہا کہ ایسے لوگوں سے تعاون نہیں، بلکہ انہیں گرفتار کروانے کی ضرورت ہے......‘‘ (روزنامہ جنگ کراچی ۲۱ نومبر ۲۰۰۳ء)

موصوف نے اسی پر بس نہیں کی، بلکہ اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے وانا آپریشن کرکے جہادی کیمپوں کا صفایا کیا، جہاد اور مجاہدین پر پابندی لگائی، دینی مدارس کے نصاب میں تبدیلی کے منصوبے بنائے، اسکول، کالج اور یونیورسٹی کے نصاب سے آیات جہاد کا اخراج کیا، ماڈل دینی مدارس کو متعارف

کرایا، حدود آرڈی نینس کو منسوخ کیا، پاسپورٹ سے مذہب کے خانہ کا خاتمہ کیا، اسکول کا تعلیمی نظام آغا خان بورڈ کو سپرد کیا۔

اس گروہ کے انہی عزائم کی تکمیل کے لئے ایک طرف الحاد وزندقہ کے نئے ایڈیشن جناب جاوید احمد غامدی اور زید حامد کی صورت میں سامنے لائے گئے، تو دوسری طرف مسجد، مدرسہ، مولوی، ملا اور دینی مدارس کے خلاف سمعی وبصری میڈیا پر خوب پروپیگنڈہ کیا گیا، اس کے ساتھ ساتھ عوام الناس کو علماء سے متنفر کرنے کے لئے ٹی وی پر مباحثے اور مذاکرے کرائے گئے، وظیفہ خور اینکرز اور دین بیزار صحافیوں سے دینی معتقدات کے خلاف کالم سیاہ کرائے گئے، جس سے یہ تاثر ملے کہ علماء خود ایک مسئلہ پر متفق نہیں تو عوام الناس کو اتفاق اور اخلاقیات کا کیا درس دیں گے؟ یہی وجہ ہے کہ مسجد، مدرسہ اور دینی حلقوں سے دور اسکول، کالج اور یونیورسٹی کا ایک مخصوص طبقہ دین، اہل دین اور علمائے کرام سے دوری کی بنا پر بے دین، ملحدوں اور دین بیزار لوگوں کا شکار ہو رہا ہے۔

علماء کرام کے بارہ میں اس طبقے کی انہی ''ریمارکس''، ''سنہری ارشادات''، ان کے ''والہانہ کردار'' اور ''محبت بھرے'' تذکرہ کی بنا پر پورے ملک میں بالعموم اور کراچی میں بالخصوص دینی اداروں، دینی قیادات اور دین پسند لوگوں کے خلاف ایک فضا بنائی گئی، متعدد پاک وپاکیزہ نفوس اور دسیوں علمائے حق کے مقدس لہو سے زمین رنگین کی گئی، ان کو خاک وخون میں تڑپایا گیا، جس کا سلسلہ آج تک جاری ہے۔ مولانا محمد عبداللہؒ اسلام آباد، مولانا عبیداللہ چترالی، مفتی محمد مجاہدؒ فیصل آباد، مولانا انیس الرحمن درخواستیؒ، مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختارؒ، مفتی عبدالسمیعؒ، شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، مولانا عنایت اللہؒ، مفتی محمد اقبالؒ، مولانا عبدالحمید عباسیؒ، مولانا اعظم طارقؒ، مولانا مفتی نظام الدین شامزئیؒ، مفتی محمد جمیل خانؒ، مولانا نذیر احمد تونسویؒ، مولانا ضیاء الرحمن فاروقی، جامعہ حفصہ اسلام آباد کی طالبات، مولانا غازی عبدالرشیدؒ، مولانا سعید احمد جلالپوریؒ، مولانا سعید احمد اخوند مردانی، مولانا ارشاد اللہ عباسیؒ، مولانا عبدالغفور ندیمؒ، مولانا علی شیر حیدریؒ، مولانا مفتی عتیق الرحمنؒ مولانا حسن جانؒ، مولانا نور محمد آف وانا، مولانا نصیب خانؒ، مولانا سید محسن شاہؒ اور اب مولانا محمد اسلم شیخوپوریؒ کو راستے سے ہٹایا گیا، یہ چند شہداء کے نام نوک قلم پر آگئے، جنہیں اسلامی زندگی اپنانے اور دوسروں کو تعلیم وتعلم اور عبادات پر لگانے کی پاداش میں اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ''تمغۂ شہادت'' عطا کیا گیا۔

کراچی کی حد تک تقریباً تمام معروف مدارس دہشت گردی اور علماء کشی کا شکار ہو چکے ہیں، ان میں جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن، جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی، جامعہ اشرف المدارس گلشن اقبال، جامعہ بنوریہ سائٹ ایریا، جامعہ دارالخیر گلستان جوہر، جامعہ رحمانیہ بفرزون، دارالعلوم حنفیہ اورنگی ٹاؤن، جامعۃ الرشید احسن آباد، جامعہ انوارالقرآن، اقرأ روضۃ الاطفال ٹرسٹ اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرفہرست ہیں۔

مولانا اسلم شیخوپوری شہیدؒ جو دونوں پاؤں سے معذور تھا، چلنے پھرنے سے عاجز تھا، کسی سہارے کے بغیر ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچنے سے لاچار تھا، جس کا دل امتِ مسلمہ کے لئے تڑپتا اور دھڑکتا تھا، انہیں اللہ تعالیٰ کی کتاب سے روشناس کراتا تھا، کیا اس کا یہی قصور تھا کہ وہ اللہ کی مخلوق کو اللہ کا قرآن کیوں سناتا ہے؟ دین دشمنوں کو کیوں للکارتا ہے؟ امت مسلمہ کو ان کے زوال کے نقصانات کیوں بتلاتا ہے؟ انہیں ایمانی غیرت وحمیت اور آزادی وحریت کا درس کیوں دیتا ہے؟ اسی لئے اسے راستہ سے ہٹایا گیا۔ اسی طرح اسی سالہ بوڑھا بزرگ مولانا سید محسن شاہ شہیدؒ جس نے ساری زندگی ''قال اللّٰہ وقال الرسول'' کہتے گزاری، اسے عین تہجد کے وقت خنجر جیسے تیز دھار آلہ سے ذبح کیا گیا، یہ کس کے ایجنڈے کی تکمیل کی جارہی ہے اور کن آقاؤں کی خدمت گزاری کی جارہی ہے؟ افسوس ہے آج کے حکمرانوں پر اور افسوس ہے مغرب کے ایجنڈے کی تکمیل کرنے والوں پر۔

....

روس کی شکست کے بعد نیٹو کے سیکریٹری جنرل javie solana سے جب یہ سوال کیا گیا کہ اب نیٹو کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے؟ تو اس نے کہا کہ: ''اب نیٹو کا ہدف اسلام ہے'' یہی وجہ ہے کہ پہلے ایران، عراق جنگ کرائی گئی، اس کے بعد کویت پر حملے کے لئے عراق کو تھپکی دی گئی، پھر عالمی جھوٹ کی بنا

پر عراق کی اینٹ سے اینٹ بجادی گئی، اس کے بعد افغانستان پر حملہ کیا گیا۔ مصر، تیونس، لیبیا، شام کے ممالک میں سے کسی میں خانہ جنگی کرائی گئی تو کسی ملک کے سربراہ کو جلاوطن کرایا گیا۔ کسی کو پنجرے میں بند کر کے عدالتوں کے چکر لگوائے گئے تو کسی کے سربراہ کو سڑکوں، چوراہوں پر گھسیٹ گھسیٹ کر مروایا گیا اور اب پاکستان اور ایران کو آنکھیں دکھائی جارہی ہیں۔

نائن الیون کے مصنوعی ڈرامہ کے بعد امریکا کے موجودہ صدر بارک اوباما نے کہا تھا کہ: "امریکا پر دوبارہ ایسا حملہ ہوا تو خانہ کعبہ پر بمباری کر کے اسے تباہ کر دیا جائے گا" اور اب یہ خبر آئی ہے کہ امریکی فوجی اکیڈمیوں کے نصاب میں اسلام کے خلاف عالمی جنگ کی تیاری کا سبق شامل کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ خود کو محفوظ رکھنے کے لئے ڈیڑھ ارب مسلمانوں کا خاتمہ کرنا ہوگا۔ کورس میں شریک افسران کو بتایا جاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو اسلام کے خلاف مزاحمتی تحریک کا حصہ سمجھیں۔ مذہب اسلام کو اپنا دشمن تصور کریں۔ اور کہا گیا کہ امریکا دنیا میں صرف مسلمان انتہاپسندوں سے نہیں، بلکہ اسلام سے حالت جنگ میں ہے۔ اور خبر میں ہے کہ یہ نصاب ان فوجیوں کو ۲۰۰۴ء سے پڑھایا جا رہا ہے، اور سال میں پانچ مرتبہ اسے دہرایا جاتا ہے۔

جو لڑائی اور دشمنی نام نہاد بنیاد پرست، انتہاء پسند، تنگ نظر، دہشت گرد، ملا، مولوی، مسجد، مدرسہ، مجاہد سے شروع کی گئی تھی، اب وہ یہاں تک پہنچادی گئی ہے کہ ہر کلمہ گو مسلمان ان کا دشمن، واجب القتل اور قابل گردن زدنی ہے اور اس دشمن سے نمٹنا اور اسے نیست ونابود کرنا ان صلیبیوں کا اولین مقصد ہے۔

اسی لئے امریکا نے جب عراق پر حملہ کیا تھا تو اس وقت "قلندر ہر چہ گوید، دیدہ گوید" کے مصداق حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری شہیدؒ نے بینات صفر ۱۴۲۴ھ مئی ۲۰۰۳ء کے اداریہ میں لکھا تھا کہ: "امریکی ہدف صدام نہیں، بلکہ اسلام ہے" ہوسکتا ہے کہ کچھ لوگوں نے اس کو دیوانے کی بڑ سے زیادہ اہمیت نہ دی ہو، لیکن یہ حالیہ خبر حضرت شہیدؒ کے ہر ہر اندیشے کو نہ صرف یہ کہ حرف بحرف ثابت کر رہی ہے بلکہ اسلامی ممالک کے حکمرانوں کا منہ بھی چڑا رہی ہے۔

ہمارے خیال میں اب بھی وقت ہے کہ عالم اسلام کے حکمران اور قائدین تدبر وفراست کا ثبوت دیتے ہوئے اسلام، شعائر اسلام، مقامات مقدسہ، اسلامی اقدار اور مسلمانوں کے تحفظ کے لئے پالیسیاں وضع کریں اور ہمت وجرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے امریکا کی کاسہ لیسی چھوڑ دیں، ورنہ امریکا ان کا بھی وہی حشر کرائے گا جو عالم اسلام کے ماضی قریب کے حکمرانوں کا ہوا، ولا فعل اللہ ذلک۔

عام مسلمانوں کو بھی چاہئے کہ وہ توبہ واستغفار کریں، اپنے آپ کو دین اسلام کے ساتھ وابستہ رکھیں، اسلامی تعلیمات پر عمل کریں، آپس میں اتحاد واتفاق کا درس دیں، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی حفاظت کریں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو اپنے وجود پر سجائیں، ان شاء اللہ! فتح اسلام اور مخلص مسلمانوں کی ہوگی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

ہمیں کمزور و بے بس کر دیا ہے فرقہ بندی نے
اگر مل جائیں یہ قطرے بہم، طوفان ہو جائیں
نکل جائے گی جان اس روز سارے کفر والوں کی
اگر آقا ﷺ کے سارے امتی یکجاں ہو جائیں
(سید امین گیلانیؒ)

علم کا مقام اور اہل علم کی ذمہ داریاں

مولانا ابوالحسن علی ندویؒ

’’اے محمدؐ! اپنے پروردگار کا نام لے
کر پڑھو جس نے پیدا کیا‘ جس نے انسان
کو خون کی پھٹکی سے بنایا اور تمہارا پروردگار
بڑا کریم ہے‘ جس نے قلم کے ذریعہ سکھایا
اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جن کا اس کو
علم نہ تھا۔‘‘

(العلق:۱تا۵)

علم کی قسمت قلم سے وابستہ:

مجھے وہ واقعہ بے اختیار یاد آتا ہے‘ جب عرب کے ایک خشک علاقہ میں تقریباً چودہ سو سال پہلے پیش آیا تھا‘ اور جس نے تاریخ انسانی ہی نہیں بلکہ تقدیر انسانی پر ایسا گہرا اور لازوال اثر ڈالا ہے جس کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی اور جس کا اس ’’لوح و قلم‘‘ سے خاص تعلق ہے‘ جس پر علم و تہذیب اور تحقیق و تصنیف کی اساس ہے‘ اور جس کے بغیر نہ یہ عظیم دانش گاہ وجود میں آتیں اور نہ یہ وسیع کتب خانے‘ جس سے دنیا کی زینت اور زندگی کی قدر و قیمت ہے‘ میری مراد پہلی وحی کے واقعہ سے ہے‘ جو اگست ۶۱۰ء کے لگ بھگ نبی عربی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر مکہ کے قریب غار حرا میں نازل ہوئی اس کے الفاظ یہ تھے:

’’اے محمدؐ! اپنے پروردگار کا نام لے
کر پڑھو جس نے پیدا کیا‘ جس نے انسان
کو خون کی پھٹکی سے بنایا اور تمہارا پروردگار
بڑا کریم ہے‘ جس نے قلم کے ذریعہ سکھایا
اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جن کا اس کو
علم نہ تھا۔‘‘

(العلق:۱تا۵)

خالق کائنات نے اپنی وحی کی اس پہلی قسط اور باران رحمت کے اس پہلے چھینٹے میں بھی اس حقیقت کے اعلان کو موخر نہیں فرمایا کہ علم کی قسمت قلم سے وابستہ ہے‘ غار حرا کی اس تنہائی میں جہاں ایک نبی امی اللہ کی طرف سے دنیا کی ہدایت کے لئے پیغام لینے گیا تھا اور جس کا یہ حال تھا کہ اس نے قلم کو حرکت دینا خود بھی نہیں سیکھا تھا‘ جو قلم کے فن سے یکسر واقف نہ تھا‘ کیا دنیا کی تاریخ میں اس کی نظیر کہیں مل سکتی ہے؟ اور اس بلندی کا تصور بھی ہو سکتا ہے کہ اس نبی امی پر ایک امت امی اور ایک ناخواندہ کے درمیان (جہاں جامعات اور دانش گاہیں تو بڑی چیز ہیں‘ حرف شناسی بھی عام نہ تھی)۔

پہلی بار وحی نازل ہوتی ہے اور آسمان و زمین کا رابطہ‘ صدیوں کے بعد قائم ہوتا ہے تو اس کی ابتداء ہوتی ہے ’’اقرأ‘‘ سے‘ اس کی ابتدا ’’اعبد‘‘ عبادت کرو سے نہیں اس کی ابتداء صل (نماز پڑھو) سے نہیں‘ بلکہ اس کی ابتداء ہوتی ہے ’’اقرأ‘‘ (پڑھو) سے جو خود پڑھا ہوا نہیں تھا‘ اس پر وحی نازل ہوتی ہے‘ اس میں اس کو خطاب کیا جاتا ہے کہ ’’پڑھو‘‘ یہ اشارہ تھا‘ اس طرح کہ آپ کو جو امت دی جانے والی ہے وہ امت صرف طالب علم نہ ہوگی بلکہ معلم عالم اور علم آموز ہوگی‘ وہ علم کی اس دنیا میں اشاعت کرنے والی ہوگی جو دور آپ کے حصہ میں آیا ہے وہ دور ’’امیت‘‘ کا دور نہیں ہوگا‘ وہ دور وحشت کا دور نہیں ہوگا‘ وہ دور جہالت کا دور نہیں ہوگا‘ وہ دور علم دشمنی کا دور نہیں ہوگا‘ بلکہ وہ دور علم کا دور ہوگا‘ عقل کا دور ہوگا‘ حکمت کا دور ہوگا‘ تعمیر کا دور ہوگا‘ انسان دوستی کا دور ہوگا‘ وہ دور ترقی کا دور ہوگا۔

● علم کی ابتداء اسم رب سے ہونی چاہئے:

’’باسم ربک الذی خلق‘‘

ترجمہ: ’’اس پروردگار کے نام سے
پڑھو جس نے پیدا کیا۔‘‘ (العلق)

بڑی غلطی یہ تھی کہ علم کا رشتہ رب سے ٹوٹ گیا تھا‘ اس لئے علم سیدھے راستہ سے ہٹ گیا تھا‘ اس ٹوٹے ہوئے رشتہ کو یہاں جوڑا گیا‘ جب علم کو یاد کیا گیا‘ اس کو یہ عزت بخشی گئی تو اس کے ساتھ ساتھ اس کی بھی آگاہی دی گئی کہ اس علم کی ابتداء ’’اسم رب‘‘ سے ہونی چاہئے‘ اس لئے کہ علم اسی کا دیا ہوا ہے‘ اسی کا پیدا کیا ہوا ہے‘ اور اسی کی رہنمائی میں متوازن ترقی کر سکتا ہے‘ یہ دنیا کی سب سے بڑی انقلاب آفریں‘ انقلاب انگیز اور صاعقہ آسمانی آواز تھی جو ہماری دنیا کے کانوں نے سنی تھی‘ جس کا کوئی تصور نہیں کر سکتا‘ اگر دنیا کے ادیبوں اور دانشوروں کو دعوت دی جاتی کہ آپ لوگ قیاس کیجئے کہ جو وحی نازل ہونے والی ہے‘ اس کی ابتداء کس چیز سے ہوگی؟ اس میں کس چیز کو اولیت دی جائے گی؟ تو میں سمجھتا ہوں کہ ان میں سے ایک آدمی بھی جو اس

اسی قوم اور اس کے مزاج اور دماغ سے واقف تھا' نہیں کہہ سکتا تھا کہ جو پہلی وحی نازل ہوگی وہ اقرأ کے لفظ سے شروع ہوگی "اقرأ" "قرأت کا لفظ ہے' یہاں خالص علم کا بھی لفظ نہیں ہے' یعنی اس کا تعلق کاغذ سے بھی ہے' اس کا تعلق نقوش سے بھی ہے اور اس کا تعلق قلم سے بھی ہے' وہ علم نہیں جو لدنی طریقہ پر آتا ہے بلکہ وہ علم جو قلم کے ساتھ ہے' صحیفوں کے ساتھ ہے' کتب خانوں کے ساتھ ہے' تجربوں کے ساتھ ہے' ذہانتوں کے ساتھ ہے: "اقرأ باسم ربک الذی خلق"

یہ دین علم سے الگ نہیں ہوسکتا:

پہلی بات تو یہ ہے کہ اس دین کا مزاج بتادیا گیا ہے کہ یہ دین کبھی علم سے الگ نہیں ہوسکتا' اس لئے کہ سب سے پہلے جو پیغام دیا گیا اس میں خود کہا گیا کہ "پڑھو" تو مسلمان بے پڑھے کیسے رہ سکتے ہیں' وہ مسلمان حقیقی مسلمان نہیں جو علم سے اپنا رشتہ توڑ لے وہ اسلام کا صحیح نمائندہ ہونے کا دعویٰ نہیں کرسکتا' پہلی بات تو یہ انقلاب انگیز دعوت کہ "اقــــرأ" (پڑھو) "باسم ربک الذی خلق" اپنے رب کے نام سے پڑھو کہ علم کا سفر خدائے حکیم وعلیم کی رہنمائی میں شروع کیا جانا چاہئے' اس لئے کہ یہ سفر بہت طویل بہت پُر پیچ اور بہت پُر خطر ہے' یہاں دن دہاڑے قافلے لٹتے ہیں' قدم قدم پر مہیب وعمیق کھائیاں ہیں' قدم قدم پر سانپ اور بچھو ہیں' اس لئے اس میں ایک رہبر کامل کی رفاقت ہونی چاہئے' اور وہ رہبر کامل حقیقتاً خدا کی ذات ہے' اس لئے "باسم ربک الذی خلق" پڑھو لیکن وہ مجرد علم وادب نہیں وہ علم مقصود نہیں جو نِل بوٹے بنانے کا نام ہے' جو محض کھلونے سے کھیلنے کا نام ہے' وہ علم نہیں جو محض دل بہلانے کا نام ہے' وہ علم نہیں جو ایک کو دوسرے سے لڑانے کا نام ہے' وہ علم نہیں جو قوموں کو قوموں سے ٹکرانے کا نام ہے' وہ علم نہیں جو اپنے معدے کی خندق کو بھرنے کا ذریعہ سکھانے کا نام ہے' وہ علم نہیں جو زبان کو صرف استعمال کرنا سکھاتا ہے۔

"پڑھو تمہارا رب بڑا کریم ہے' وہ
تمہاری ضرورتوں سے تمہاری کمزوریوں
سے کیسے ناآشنا ہوسکتا ہے۔" (العلق)

"اقــرأ وربک الاکــرم الــذی علم بالقلم" آپ خیال کیجئے کہ قلم کا رتبہ اس سے زیادہ کس نے بڑھایا ہوگا کہ اس غار حرا کی پہلی وحی نے بھی قلم کو فراموش نہیں' کیا وہ قلم جو شاید ڈھونڈنے سے بھی مکہ کے کسی گھر میں نہ ملتا' اگر آپ اسے تلاش کرنے کے لئے نکلتے تو معلوم نہیں کسی ورقہ بن "نوفل" (عہد بعثت کے عرب فاضل جو توراۃ وانجیل کے بڑے عالم تھے اور عبرانی زبان سے بھی خوب واقف تھے) کے یا کسی "کاتب" (عرب بھی پڑھے لکھے آدمی کو کاتب کہتے ہیں) جو دیار عجم سے کچھ لکھنا پڑھنا سیکھ کر آیا ہو' کے گھر میں ملتا اور وہ قلم جس کا استعمال عربی شاعری میں بھی بہت کم ہے' آپ اگر عرب شعراء کے دیوان پڑھیں' پڑھتے ہی چلے جائیں تو اس میں قلم کا نام آپ بہت کم پائیں گے۔

سب کا خلاصہ:

"علم الانسان مالم یعلم" اور پھر ایک بہت بڑی انقلاب انگیز اور لافانی حقیقت بیان کی کہ علم کی کوئی انتہا نہیں "علـم الانســان مالم یعلم" سائنس کیا ہے؟ "علـم الانسـان مالم یعلم" ٹیکنالوجی کیا ہے؟" علم الانسان مالم یعلم" یہ جو خلا کو ہم نے طے کرلیا ہے اور ہم نے دنیا کی وسعتیں سمیٹ لی ہیں اور دنیا کی طنابیں کھینچ لی ہیں اور سورج کی شعاعوں کو بقول اقبالؔ کے گرفتار کرلیا ہے اور ستاروں کے درمیان اپنی راہ گزر پیدا کی ہے' کیا ہے؟" علـم الانسـان مالم یـعـلـم" علم اشیاء کی جہانگیری' یہ سب " عـلـم الانسان مالم یعلم" کا کرشمہ نہیں تو کیا ہے؟

(ماخوذ قرآنی افادات صفحہ ۲۵۰ تا ۲۵۵)

☆☆..................☆☆

مولانا عبدالاحد اوکاڑہ کا سانحہ ارتحال

اوکاڑہ... مرحوم مرنجان مرنج، ہنس مکھ طبیعت کے مالک تھے، آبائی علاقہ شاہ جمال ضلع مظفر گڑھ ہے، ابتدائی تعلیم جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے دارالعلوم کبیر والا کا رخ کیا، جہاں پر اکابرین سے صحاح ستہ، دورۂ حدیث شریف کی تعلیم مولانا مفتی علی محمد، مولانا مفتی عبدالقادر، مولانا منظور الحق، مولانا ظہور الحق جیسی شخصیات سے حاصل کی۔ اصلاحی تعلق حضرت پیر طریقت شیخ الحدیث مولانا سیّد جاوید حسین شاہ صاحب سے تھا اور شاہ صاحب نے ہی جنازہ پڑھایا۔ اوکاڑہ جامعہ اشرفیہ رحمان کالونی میں ۱۲ر مارچ کو انتقال کرگئے۔ ان کی وفات سے اوکاڑہ کے علماء کرام نے اظہارِ تعزیت کیا۔ اللہ پاک ان کی کامل مغفرت فرمائے۔ ان کے صاحبزادے مولانا عبدالقدیر کو ان کا صحیح جانشین بنائے۔ قارئین کرام سے دعاؤں کی درخواست ہے۔

فحاشی اور بے حیائی کا سیلاب

یہ نسل کشی کا راستہ ہے

مولانا عزیز الرحمن، استاذ الحدیث جامعہ دار العلوم کراچی

ملک ایک طرف معاشی، سیاسی بحران اور امن دامان کی بدترین صورتحال سے دوچار ہے جبکہ مہنگائی، بے روزگاری اور لوڈ شیڈنگ سے بھی عوام بے چین اور پریشان ہیں، ہر ادارے میں بدنظمی، بے رحمی اور خیانت و بدعنوانی سے پورا معاشرہ زہریلے دھوئیں کی لپیٹ میں ہے اور ہر محب وطن شہری اس بگڑی ہوئی صورتحال سے خوفزدہ ہے، جبکہ ملک کے بہت سے علاقوں میں لوگ بنیادی ضروریات کے فقدان سے شدید مضطرب ہیں اور بے یقینی کی کیفیت نے ان کو ذہنی، نفسیاتی اور جسمانی مریض بنادیا ہے۔

ایک طرف یہ کربناک حالات ہیں جبکہ دوسری طرف، دین و ایمان پر ڈاکا ڈالنے اور اس ملک کو فحاشی، عریانی اور بے حیائی کی راہ پر لگانے والے عناصر بھی سرگرم عمل ہیں بلکہ وقت کے ساتھ ساتھ بے دینی اور بے راہ روی پھیلانے کے لئے ان کے تباہ کن اور مجرمانہ اقدامات میں اضافہ ہوتا جارہا ہے، اس معاملے میں اخبارات ہوں یا ٹی وی چینل ایک دوسرے سے آگے نکلنے کے لئے بیہودہ اور حیاء سوز مناظر دکھانے میں پیش پیش ہیں، ملٹی نیشنل اور مقامی کمپنیاں بھی ٹی وی پر دکھائے جانے والے اشتہارات اور شاہراہوں پر نصب بڑے بڑے نیوسائن بورڈ کے ذریعے تشہیر کے جو طریقے اختیار کرتی ہیں، بے حیائی اور فحاشی کے یہ سب طریقے مسلم معاشرے کے لئے تباہ کن زہر سے کم نہیں ہیں کہ ان اشتہارات سے نوجوان نسل آوارگی کا شکار ہورہی ہے، شرم و حیاء کے پاکیزہ اخلاق کا جنازہ نکل رہا ہے اور نتیجتاً جگہ جگہ شہر ہوں یا دیہات سنگین مجرمانہ واقعات کی بھرمار ہے۔

حال ہی میں روزنامہ اسلام کراچی نے (یکم مارچ ۲۰۱۲ء) کی اپنی اشاعت میں ایک غیر ملکی این جی اوز کے اعلیٰ ذمہ دار کے حوالے سے یہ تشویشناک رپورٹ شائع کی ہے کہ کراچی میں ڈیڑھ لاکھ اور لاہور میں ایک لاکھ سے زیادہ عورتیں جسم فروشی کرتی ہیں جبکہ اس رپورٹ کے مطابق ملک بھر میں یہ تعداد پندرہ لاکھ تک پہنچ رہی ہے، رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس میں بنگلہ دیش، برما، افغانستان اور وسطی ایشیاء سے آنے والی عورتیں بھی شامل ہیں، بے حیائی کو فروغ دینے میں کیبلز کا عمل دخل بھی مجرمانہ حد تک ہے اور اس معاملے میں کیبلز آپریٹرز پر بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے، کچھ عرصہ سے اس پیشے نے باقاعدہ انڈسٹری کی شکل اختیار کرلی ہے اور کسی بھی کاروباری ادارے کی طرح یہاں بھی ہر قیمت پر مالی مفاد کا حصول ہی واحد مقصد سمجھ لیا گیا ہے، کیبل آپریٹرز نے اگر حیاء سوز اور فحش مناظر کا راستہ نہ روکا تو قوم اور نسل کو تباہی کے راستے پر ڈالنے کے مجرمانہ طرز عمل میں یہ ادارے بھی بری الذمہ قرار نہیں پائیں گے۔

فحاشی اور عریانی معاشرے میں پھیلائے جانے والے وہ مہلک جراثیم ہیں جو بالآخر عوام اور خاص طور پر نوجوان نسل کو جنسی آوارگی کی تاریک راہ پر ڈال دیتے ہیں، اس طرح کے حالات کی وجہ سے ماضی میں بھی بہت سی قومیں ملیامیٹ ہوگئی ہیں، جن کے عبرتناک واقعات قرآن کریم میں بھی موجود ہیں، یہ بے ہودہ حرکتیں اسلامی تعلیمات کی رو سے سنگین جرائم ہیں اور قرآن و سنت کی تعلیمات میں ان پر عبرتناک سزائیں مقرر کی گئی ہیں، اسلامی تعلیمات اور قرآن و سنت کے واضح احکام میں تعفف، پاکیزگی، عزت و آبرو کے احترام اور شرافت و پاکدامنی کے بلند اسلامی اقدار و اخلاق پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے کہ حیاء سوز اور اخلاق باختہ ماحول تباہی کا راستہ ہے۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن و سنت میں ہر اس موڑ پر روک لگادی گئی ہے، جہاں سے بگاڑ کا بیج پڑ جانے کا اندیشہ ہو، عورت کے لئے حجاب کی پابندی، بدنگاہی کی ممانعت، ضرورت کے بغیر گھر چہار دیواری سے باہر نکلنے کی حوصلہ شکنی، مشکوک اور مشتبہ تعلق سے اجتناب کی تاکید، نکاح کو آسان رکھنے اور تکلفات و رسومات سے بچنے کی ہدایت، شریعت کے یہ اور اس جیسے بہت سے ایسے احکام و ہدایات ہیں جن سے معاشرے میں

متانت، شرافت اور پاکیزگی کے اوصاف پروان چڑھتے ہیں اور بگاڑ کے خطرات کا سدباب ہوتا ہے اور ایسے ہی اوصاف واخلاق کا حامل معاشرہ اسلامی معاشرہ کہلاتا ہے، جس کی حفاظت ہر کلمہ گو انسان کی ذمہ داری ہے، اگر کوئی فرد یا تنظیم مادی و مالی منفعت کے لئے اسلامی معاشرے کی اس فصیل میں نقب لگائے اور معاشرے کو فاسد و مکروہ اخلاق، حیاء سوز تصاویر، فحش وعریاں مناظر اور بیہودہ مکالمات سے آلودہ کرنے کی کوشش کرے تو یہ سنگین مجرمانہ طرز عمل ہوگا کہ ایسے لوگ اسلام کے بھی معاند ہیں اور مسلم معاشرے کے بھی دشمن۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

"إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ." (النور:۱۹)

ترجمہ: "یاد رکھو! جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں بے حیائی پھیلے ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے، اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔"

ایک جگہ تاکیدی حکم ہے:

"إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ." (النحل:۹۰)

ترجمہ: "اللہ انصاف کا، احسان کا اور رشتہ داروں کو (ان کے حقوق) دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی، بدی اور ظلم سے روکتا ہے، وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت قبول کرو۔"

قرآن کریم میں اس مضمون کی متعدد آیات ہیں جبکہ احادیث نبویہ میں بھی اس کی سخت تاکید آئی ہے اور حیاء کو ایمان کا حصہ قرار دیا گیا ہے۔

حیاء کی اس چادر کو پھاڑنے کی کوشش کرنا، اسلامی اقدار اور دینی احکام سے بغاوت کرنا اور معاشرے کو اسلام کے تشخص سے محروم کرنا ہے جو کسی صاحب ایمان کا کام نہیں ہوسکتا۔

ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم اپنی زندگی کے معمولات میں قرآن وسنت کو بنیاد بنانے کے بجائے مغرب کی نقالی کو دور حاضر کا تقاضا سمجھتے ہیں، آج ابن الوقت، ماڈریٹ اور روشن خیال بن جانا، ترقی کا زینہ سمجھا جاتا ہے، حالانکہ سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا یورپ نے ترقی اس وجہ سے کی ہے کہ اس نے عورت کو گھر سے نکالا اور بے لباس کیا؟ کیا یورپ میں خاندانی نظام کا توڑ ترقی کا زینہ بنا؟ کیا یورپ کی ترقی میں ڈانسنگ ہالوں، حیاء سوز مناظر اور مرد وزن کے بے روک اختلاط کا بھی کوئی حصہ ہے؟ کیا یورپ کو ہم جنس پرستی نے سائنس وٹیکنالوجی کی موجودہ ترقی سے ہمکنار کیا ہے؟

یہ عجیب ذہنیت ہے کہ قانون کی پاسداری، علم وہنر کے حصول کی لگن، حسن انتظام اور ملک وملت سے عشق ومحبت کے قیمتی جذبات واحساسات جو ہر قسم کی ترقی کے اساسی اسباب وذرائع ہیں .... اور اسلامی تعلیمات کا بھی تقاضا ہے .... ہم ان سب سے لاتعلق ہوکر مغربی تہذیب ہی کو ترقی کا زینہ سمجھنے لگے ہیں، یہ سوچ خلاف حقیقت بھی ہے اور احمقانہ بھی اور ہمارا یہ طرز عمل بھی خالص نفس پرستی اور کام چوری کا طرز عمل ہے اس کا علم وہنر اور ترقی سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔

دشمنان اسلام نے ہمیشہ مسلمانوں کے خلاف دو کامیاب حربے آزمائے ہیں، ایک یہ کہ گروہ بندی کے مختلف طریقوں سے ان کی وحدت کو پارہ پارہ کیا اور پھر ان میں بے حیائی، نفس پرستی اور آوارگی کے بیج بو کر ان کو دین سے بھی برگشتہ کیا، اس طرح منکرات، محرمات کی وقتی ہوس نے ان کو دینی تشخص سے محروم کر ڈالا اور اس طرح یہ مغرب زدہ بے ضمیر لوگ آسانی سے معاندین اسلام کے کارندے اور اسلام و مسلمانوں کے خلاف مکروہ سازشوں میں ان کے آلۂ کار بن گئے۔

ہمارے ملک میں اب یہ بات ڈھکی چھپی نہیں رہی کہ ان مکروہ حرکتوں میں غیر ملکی این جی اوز پیش پیش ہیں، پچھلے سال ۱۹؍ جون ۲۰۱۱ء میں امریکی سفارتخانے کے اعزاز و اکرام کے ساتھ ہم جنس پرستوں کو جو جمع کیا تھا، ان کی ہر طرح کی معاونت کا اعلان کیا گیا تھا اور اسی کی دوسری قسط کے طور پر کراچی میں بھی ان کا مارچ کرایا گیا تھا یہ سب کچھ اسی منصوبہ بندی کا حصہ ہے، روزنامہ اسلام کی رپورٹ کے مطابق ہم جنس پرستوں کی جو تنظیم بنائی گئی ہے اس میں ہر ممبر کو ماہانہ پانچ سو سے دو ہزار پانچ سو ڈالر تک معاوضہ دیا جاتا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ اس کلچر کو مسلم معاشرے میں عام کیا جائے۔

ان این جی اوز نے اب یہ بھی کہنا شروع کیا ہے کہ جسم فروش عورتوں کو جسم فروشی کے نام سے نہ پکارا جائے بلکہ انہیں "سیکس ورکرز" کہا جائے کہ یہ پیشہ کوئی مجرمانہ کام نہیں ہے بلکہ بشری حقوق کے ضمن میں ان کا قانونی حق ہے۔

ہم اس تمام صورت حال کی روشنی میں اخبارات، ٹی وی چینلز، انٹرنیٹ سے وابستہ افراد اور کیبل آپریٹرز سے دردمندانہ اپیل کرتے ہیں کہ وہ اسلامی تعلیمات اور مسلم تہذیب وثقافت کے خلاف مکروہ مہم جوئی کا حصہ نہ بنیں اور ذاتی مفادات کی خاطر وہ خوفناک آگ نہ بھڑکائیں جس کے نتیجے میں پوری نسل خاکستر ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو راہ مستقیم کی ہدایت عطا فرمائے۔ آمین۔ ☆☆☆

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام

27ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس، برمنگھم

۲۴ر جون ۲۰۱۲ء کو منعقد ہونے والی اس کانفرنس میں پاک وہند کے علاوہ برطانیہ اور یورپی ممالک کے ممتاز علماء ومشائخ خطاب فرمائیں گے

مفتی خالد محمود (نائب مدیر اقرأ روضۃ الاطفال ٹرسٹ)

اس امت میں ہر دور میں فتنے پیدا ہوتے رہے ہیں اور بہت سے فتنوں کی نشاندہی خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے، ان فتنوں کا آغاز عہد نبوت کے کچھ عرصہ بعد سے ہو چکا تھا مگر عہد نبوت کے قرب کی وجہ سے چوں کہ مؤمنین کا ایمان قوی اور مضبوط تھا اس لئے یہ فتنے اپنا زور نہیں دکھا سکے، جیسے جیسے عہد نبوت سے بعد ہوتا گیا فتنوں میں تیزی اور شدت آتی گئی، بد قسمتی سے آج ہم اپنی ایمانی کمزوری کی وجہ سے ان فتنوں میں گھرے ہوئے ہیں۔

امت مسلمہ میں بڑے بڑے فتنے نمودار ہوئے مگر ان سب فتنوں میں خطرناک فتنہ "قادیانیت کا فتنہ" ہے جو فرنگی سیاست کے بطن سے پیدا ہوا۔

انیسویں صدی عیسوی میں اسلامی ممالک میں دماغی بے چینی اور اندرونی کشمکش اپنے عروج پر پہنچی ہوئی تھی اور ہندوستان اس انتشار اور کشمکش کا خاص میدان تھا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی ناکام ہو چکی تھی، ہندوستان کے مسلمانوں کے دل شکست کے صدمہ سے زخمی اور دماغ ناکامی کی چوٹ سے مفلوج ہو چکے تھے، انگریز کا پنجۂ استبداد ہندوستان پر پوری طرح گڑ چکا تھا اور اسیران قفس ہند کے لئے پھڑپھڑانے کی بھی گنجائش باقی نہیں رہی تھی، ہندوستان کے عوام کی گردن میں ایک طرف سیاسی غلامی کا طوق ڈالا جارہا تھا تو دوسری طرف ان پر تہذیبی وثقافتی حملہ مسلسل جاری تھا اور مسلمانوں کو فرنگی تہذیب وثقافت کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش جاری تھی، اس ذہنی انتشار سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں عیسائی پادری اپنی عیسائیت کی تبلیغ میں مصروف تھے جو عیسائیت کی تبلیغ کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے عقائد میں تزلزل اور ان کے مسلمہ اصولوں میں تردد وشک پیدا کرنے کی مہم زور وشور سے جاری رکھے ہوئے تھے، بحث ومباحثہ اور مناظروں کا بازار گرم تھا، اس وقت مسلمانوں کے ارتداد کا خطرہ نہیں تھا بلکہ الحاد وزندقہ کا مہیب خطرہ ان کے سامنے

برمنگھم کانفرنس کیلئے علماء ومشائخ کے پیغامات

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

(امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)

اسلام تمام آسمانی مذاہب کا نچوڑ، اللہ تعالیٰ کی آخری ہدایت اور پوری کائنات کے لئے رب العالمین کا کامل ومکمل دستور حیات ہے جو تمام شعبہ ہائے زندگی میں انسان کی راہنمائی کرتا ہے، انسانی ہدایت وراہنمائی کا یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا تھا، ہر ابتدا کی ایک انتہا ہوتی ہے، جب انسانیت بلوغ کو پہنچ گئی اور عقل انسانی میں پختگی کے آثار دکھائی دینے لگے اور روحانیت میں زیادہ سے زیادہ فیضان لینے کی استعداد پیدا ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے آخری رسول اور آخری نبی کو آخری ہدایت نامہ دے کر بھیجا اور سلسلۂ نبوت کو مکمل فرمادیا اور حکم ہوا کہ تمام بنی نوع انسان کو بتادو کہ: "اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔" (الاعراف) اور ساتھ ہی تکمیل دین کا اعلان کردیا گیا: "آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کردی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔" (المائدہ) چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر ختم نبوت کا تاج سجایا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت قیامت تک کے لئے ہے آپ جو کتاب لے کر آئے وہ قیامت تک آنے والے انسانوں کی راہنمائی کے لئے کافی ہے، آپ کے بعد نہ مزید کسی ہدایت نامہ، کسی کتاب کی ضرورت ہے نہ کسی شریعت کی، آپ کی ختم نبوت پر قرآن کریم کی متعدد آیات اور بے شمار احادیث دلالت کرتی ہیں اور اس مسئلہ پر امت کا اجماع چلا آرہا ہے، امت میں آج تک کبھی اس میں دو رائے نہیں ہوئی اور نہ کبھی امت اس مسئلہ میں اختلاف کا شکار ہوئی ہے۔ ختم نبوت کا عقیدہ چونکہ اسلام کی اساس اور بنیاد ہے، اس لئے دشمنان اسلام کا سب سے پہلا حملہ اسی عقیدہ پر ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد بلکہ آپ کی آخری حیات مبارکہ میں

منہ کھولے کھڑا تھا،اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو ذہنی طور پر مصروف رکھنے بلکہ مفلوج کرنے کے لئے فرق اسلامیہ کے آپس کے اختلاف کو خوب بڑھا چڑھا کر ایک دوسرے کے سامنے لاکھڑا کیا اوران کو آپس میں ٹکرادیا۔ بلکہ نئے نئے فرقے پیدا کئے گئے اور ہر فرقہ میں نئی نئی قلمیں لگا کر پورے ہندوستان کو مذاہب و افکار کا اکھاڑا بنادیا گیا، قتل وقتال، زدوکوب اور عدالتی چارہ جوئی کی اکثر نوبت آجاتی اور پورے ہندوستان میں ایک مذہبی خانہ جنگی سی برپا کردی گئی۔

لیکن اس سب کے باوجود فرنگی سامراج کو اس بات کا اندیشہ تھا کہ مسلمانوں کا مزاج دینی ہے اور دین کے نام پر انہیں کسی وقت بھی گرمایا جاسکتا ہے اور کفر و الحاد کے سامنے دوبارہ کھڑا کیا جاسکتا ہے اس لئے اس نے یہ طے کیا کہ مسلمانوں میں سے ہی کسی شخص کو کھڑا کرکے اسے کسی بڑے دینی منصب پر بٹھایا جائے تاکہ مسلمان عقیدت کے ساتھ اس کے گرد جمع ہوجائیں اور وہ شخص انہیں حکومت کی خیرخواہی کا سبق پڑھائے، اس کے ذریعہ سے مسلمانوں سے جذبۂ جہاد ختم کردیا جائے۔ وہ یہ درس دے کہ اب جہاد کی ضرورت نہیں کیوں کہ جب تک مسلمانوں میں جذبۂ جہاد موجود ہے وہ ہروقت کفر کے مقابلے کے لئے تیار رہتے ہیں۔

مرزاغلام احمد قادیانی جو ذہنی انتشار کا شکار تھا وہ مالیخولیا اور مراق کا مریض تھا،اس کے ساتھ ساتھ اسے حددرجہ شوق تھا اور بڑی شدت سے یہ خواہش رکھتا تھا کہ وہ ایک نئے دین کا بانی بنے، کسی ایسے منصب پر جابیٹھے کہ لوگ عقیدت سے اس کے گرد جمع ہوجائیں۔ انگریز کو اپنے کام کے لئے مرزاغلام احمد قادیانی کی شکل میں ایک اچھا ایجنٹ مل گیا اور اس کام کے لئے اسے آمادہ کیا گیا۔ مرزا خود اس کی خواہش رکھتا تھا، لیکن مرزا غلام احمد قادیانی نے یکدم نبوت کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ آہستہ آہستہ تدریجاً اس دعویٰ کی طرف بڑھا۔

عیسائی پادریوں اور آریہ سماج کے ہندوؤں سے بعض ناتمام مناظرے بھی کئے، اسی دوران بڑے دعوے اور چیلنج کے ساتھ اشتہار چھپوایا کہ وہ ایک بہت بڑی اور ضخیم تصنیف کا ارادہ رکھتے ہیں جو بیک وقت شائع نہیں ہوگی بلکہ ایک ایک کرکے اس کے اجزاء شائع ہوں گے اور اس کے پچاس حصے ہوں گے جن میں اسلام کی صداقت، قرآن کے اعجاز اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر عقلی دلائل پیش کئے جائیں گے،اس کتاب میں بیک وقت مسیحیت، سناتن دھرم، آریہ سماج، برہموسماج کی تردید ہوگی۔ اس کے لئے بڑے وسیع پیمانہ پر اشتہار دیئے گئے اور یہ چیلنج بھی کیا گیا کہ اس کتاب کی کوئی نظیر پیش کی جائے یا کسی مذہب کے نمائندے اپنی صداقت کے لئے اتنے یا اس سے زائد دلائل پیش کریں۔

ظاہر ہے اس وقت مسلمان جو عیسائیت اور ہندومت کے زخم خوردہ تھے ان حالات میں اتنے بڑے پیمانہ پر اشتہار بازی اور خوبصورت عنوان اور موضوع کی وجہ سے مسلمانوں کا متوجہ ہونا ظاہر تھا چنانچہ مسلمانوں نے اس کے لئے پیشگی رقم بھی ادا کی اور بڑی شدت سے کتاب کا انتظار کیا جانے لگا کتاب کا نام ”براہین احمدیہ“ تھا اس کتاب کی اشاعت کا سلسلہ ۱۸۸۴ء تک جاری رہا، چوتھے حصہ پر یہ سلسلہ رک گیا پانچواں حصہ تصنیف کے پورے پچیس سال بعد ۱۹۰۵ء میں شائع ہوا اور اس کے بعد اس سلسلے کو ختم کردینے کا یہ کہہ کر اعلان کردیا گیا کہ پانچ اور پچاس میں صرف

جھوٹے مدعیانِ نبوت پیدا ہوئے، جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تاج ختم نبوت کو نوچنے کی کوشش کی مگر امت محمدیہ نے ان کو اس ناپاک جسارت میں کامیاب نہیں ہونے دیا بلکہ دھرتی کے سینہ سے ان کا ناپاک وجود ختم کردیا اور جب بھی کسی بدباطن نے آپ کی ردائے نبوت کو چھیننے کی سعی مذموم کی تو سرطان کی طرح اسے جسد ملت سے کاٹ کر پھینک دیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی سالانہ کانفرنس، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور مسلمانوں کی نئی نسل کو قادیانی فتنہ سے آگاہ کرنے اور قادیانی سازشوں سے مسلمانوں کو بچانے کے لئے منعقد ہورہی ہے جس کو کامیاب بنانا ہر مسلمان کا مذہبی فریضہ اور اس میں شرکت کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت وعقیدت کا اظہار ہے۔

حضرت مولانا فضل الرحمن مدظلہ

(امیر جمعیت علماء اسلام)

اسلام ایک زندہ مذہب ہے، اس کی تعلیمات ابدی اور اس کی ہدایات سرمدی ہیں، اسلام ہر دور میں، ہر طبقہ کی راہنمائی کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے، آج روئے زمین پر اگر آسمانی راہنمائی اپنی اصلی اور درست شکل میں کسی کے پاس موجود ہے تو وہ صرف اور صرف مسلمان ہیں، اس آسمانی ہدایت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے رابطہ صرف قرآن کریم کے ذریعہ ہی ممکن ہے، کیونکہ کوئی آسمانی کتاب کسی آسمانی مذہب کے ماننے والوں کے پاس اصل شکل میں محفوظ نہیں سوائے قرآن کریم کے، کیونکہ قرآن کریم کا ایک ایک لفظ، ایک ایک حرف ایک ایک حرکت کے ساتھ بعینہ اسی شکل میں محفوظ ہے جس شکل میں وہ خاتم الانبیاء سرور دو عالم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا اور انشاء اللہ قیامت تک اسی شکل میں باقی رہے گا، کیونکر رہے گا؟ کیونکہ اس کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے، دشمنانِ اسلام بھی اس سے بخوبی واقف ہیں کہ تمام آسمانی کتابوں کے برعکس قرآن کریم کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ محفوظ ہے، اس لئے وہ ہمیشہ اس پر اپنا غصہ اتارتے ہیں، کبھی قرآن کریم کی توہین کرتے ہیں، کبھی اسے جلاتے ہیں، کبھی اس

ایک نقطہ کا فرق ہے اور یوں پانچ سے پچاس کا وعدہ پورا ہوگیا ، اس کتاب کی تصنیف سے قبل مرزا غلام احمد قادیانی ایک گمنامی کی زندگی بسر کررہے تھے اور کتاب کی تصنیف سے ان کی ہر سو شہرت ہوگئی، اس کتاب میں انہوں نے اپنے آپ کو مجدد، خادم اسلام، مامور من اللہ اور ملہم من اللہ کے دعوے کئے، اس کے بعد ان کے دعووں کا سلسلہ جاری رہا اور محدث اور مہدی ہونے کے دعوی بھی کئے ۔۱۸۹۰ء میں مثیل مسیح کا دعویٰ کیا اور اس کے بعد مسیح موعود کا دعویٰ کیا اور جب دیکھا کہ یہ دعوے ان کے ماننے والوں نے قبول کرلئے ہیں تو نبوت کا دعویٰ کردیا۔ لیکن شروع میں ظلی ، بروزی کے غلاف میں یہ دعویٰ کیا اور بعد میں ان تمام تکلفات کو بالائے طاق رکھ کر نبی اور صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ کیا اور اس طرح انگریز نے جو چاہا تھا وہ مقصد پورا ہوا اور مرزا غلام احمد قادیانی نے اس کے لئے اپنا پارٹ بہت خوبی سے ادا کیا۔

چونکہ اس فتنہ قادیانیت کے نتیجہ میں مسلمانوں کی عقیدت کا مرکز تبدیل کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ کاٹ کر دوسرے سے جوڑنا اور امت کی وحدت کو پارہ پارہ کرنا اور اس کی مرکزیت کو ختم کرنا ہے اس لئے متحدہ ہندوستان کے علماء نے اس قادیانی فتنہ کو بہت اندیشہ اور تشویش کی نگاہ سے دیکھا اور اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے کمربستہ ہوئے اور اپنے زبان وقلم کے ہتھیاروں سے اس فتنہ کی جڑ کاٹنے کی پوری پوری کوشش کی۔ ان مجاہدین اسلام میں مولانا محمد حسین بٹالوی، مولانا محمد علی مونگیری، مولانا ثناء اللہ امرتسری، محدث العصر مولانا سید انور شاہ کشمیری رحمہم اللہ سر فہرست ہیں۔ لیکن ان میں بھی حضرت علامہ سید انور شاہ کشمیری ایک ممتاز حیثیت رکھتے ہیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس فتنہ کے خلاف کام کرنے کی قیادت وامامت آپ کو تفویض کی گئی ہے۔

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ گویا اس فتنہ کے خاتمہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مأمور تھے، اس فتنے کے لئے وہ ہمیشہ بے چین و بے قرار رہتے ایک اضطراب اور دل میں درد تھا جو انہیں چین نہ لینے دیتا، فرمایا کرتے تھے: ”جب یہ فتنہ کھڑا ہوا تو چھ ماہ تک مجھے نیند نہیں آئی اور یہ خطرہ لاحق ہوگیا کہ کہیں یہ فتنہ دین محمدی کے زوال کا باعث نہ بن جائے۔ مگر چھ ماہ کے بعد دل مطمئن ہوگیا کہ دین محمدی باقی رہے گا اور یہ فتنہ خود ختم ہوجائے گا۔“

حضرت علامہ کشمیریؒ نے خود بھی اس موضوع پر گرانقدر کتابیں تصنیف کیں اور اپنے شاگردوں کو بھی اس کام میں لگایا جن میں مولانا بدر عالم میرٹھی، مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوری ، مولانا مناظر احسن گیلانی، مولانا محمد ادریس کاندھلوی، مولانا مفتی محمد شفیع، مولانا محمد علی جالندھری، مولانا محمد یوسف بنوری، مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا محمد منظور نعمانی رحمہم اللہ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

جدید طبقہ تک اپنی آواز پہنچانے کے لئے مولانا ظفر علی خان اور علامہ اقبال کو تیار وآمادہ کیا۔ امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ اپنے شاگردوں سے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور رد قادیانیت کے لئے کام کرنے کا عہد لیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو شخص قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن شفاعت سے وابستہ ہونا چاہتا ہے وہ قادیانی درندوں سے ناموس رسالت کو بچائے۔

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے

کے خلاف ہرزہ سرائی کرتے ہیں، کبھی اس قرآن کریم میں تحریف کی کوشش کرتے ہیں، کبھی اس کے مطالب ومعانی کو اپنی مرضی کا لباس پہنا کر مسلمانوں میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو ان کی بے بسی اور ذہنی پسماندگی کی علامت ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اسلام دشمن طاقتوں کی خصوصاً یہود و نصاریٰ کی سازشیں مسلسل جاری ہیں اور وہ نئے نئے حربے اور ہتھکنڈے مسلمانوں کے خلاف استعمال کرتے رہتے ہیں۔ قادیانیت دراصل یہودیت کا چربہ ہے اور قادیانیوں نے ہمیشہ یہود کے ایجنٹ اور آلۂ کار بن کر مسلمانوں کو نقصان پہنچانے اور ان کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کی کوشش کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہر میدان میں ان کا مقابلہ اور ہر محاذ پر ان کا تعاقب جاری رکھے ہوئے ہے۔ تحریر وتقریر، مناظرہ ومباحثہ ہر سطح پر ان کا مقابلہ کیا، ان کے خلاف بھرپور تحریک چلا کر انہیں پارلیمنٹ کے ذریعہ آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا، عدالتی جنگ میں انہیں شکست فاش دی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت درحقیقت ہماری ایمانی سرحدوں پر پہرہ دے کر ہمارے ایمان کو چوروں اور ڈاکوؤں سے محفوظ بنانے میں سرگرم عمل ہے، میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کے موقع پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلاتا ہوں کہ ہمیں وہ ہر میدان میں اپنے شانہ بشانہ پائیں گے اور برطانیہ ویورپ کے تمام مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ بھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ قدم ملا کر چلیں اور ۲۴ رجون کو ہونے والی کانفرنس میں بھرپور شرکت کرکے اسے کامیاب بنائیں۔

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

(نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)

اسلام کی بنیاد کلمہ طیبہ پر ہے، اس کلمہ کے دو جزو ہیں: اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اعتراف واقرار، اور اس اعتراف واقرار کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کے سوا کسی مدعی الوہیت کا وجود ناقابل برداشت ہے، اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

اس کام کو باقاعدہ منظم کرنے کے لئے خطیب الامت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کو امیر شریعت مقرر کیا اور انجمن خدام الدین کے ایک عظیم الشان جلسہ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اس اجلاس میں پانچ سو جید اور ممتاز علماء و صلحاء موجود تھے ان سب نے حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے ہاتھ پر بیعت کی۔

علماء امت جو انفرادی طور پر اپنے اپنے رنگ میں اس قادیانی فتنہ کا مقابلہ کر رہے تھے مگر قادیانی فتنہ ایک جماعت کی شکل اختیار کرتا جا رہا تھا اس لئے اس کے مقابلہ میں بھی جماعت کو تیار کرنے کی ضرورت تھی۔ حضرت شاہ صاحب نے مجلس احرار کو اس طرف متوجہ کیا اور تحفظ ختم نبوت اور رد قادیانیت کا محاذ اس کے سپرد کیا۔ چنانچہ مجلس احرار نے باقاعدہ اس کے لئے مستقل شعبہ تبلیغ قائم کیا اور اس کے تحت فتنہ قادیانیت کے مقابلے کے لئے اپنی تمام تر کوششیں اور صلاحیتیں صرف کر دیں۔ مجلس احرار نے ۲۰، ۲۱، ۲۲/ اکتوبر ۱۹۳۴ء کو قادیان میں تبلیغ کانفرنس کا اعلان کر دیا جس سے قادیان میں صف ماتم بچھ گئی۔ بہر حال احرار کے سرفروشوں نے قادیانیت کا خوب پوسٹ مارٹم کیا اور پورے ملک میں اپنے جوش خطابت سے مرزائیت کے لئے نفرت پیدا کر دی اور ان سرفروشوں نے اپنے شعلۂ خطابت سے قادیانی نبوت کے خرمن کو پھونک ڈالا۔

قادیانی فتنہ ہندوستان کے قصبہ قادیان میں پیدا ہوا وہاں اس نے پر پرزے نکالے اور انگریز کے سائے میں یہ فتنہ پروان چڑھتا رہا۔ پاکستان کے وجود میں آنے کے بعد مرزا غلام احمد کا بیٹا مرزا محمود قادیان سے فرار ہوا اور پاکستان آ کر دجل و تلبیس کا نیا دار الکفر قائم کیا۔ پنجاب کے پہلے انگریز گورنر موڈی کے حکم پر چنیوٹ کے قریب قادیانیوں کو لب دریا ایک ہزار چونتیس ایکڑ زمین عطیہ کے طور الاٹ کی گئی، فی مرلہ ایک آنہ کے حساب سے، صرف رجسٹری کے کل اخراجات =/10034 روپے وصول کئے گئے۔ اور وہاں ربوہ کے نام سے اپنا اڈہ قائم کر کے ایک نئے قادیان کی بنیاد رکھی، سوء اتفاق کہ پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ ظفر اللہ خان قادیانی تھا، اس لئے پاکستان کی اس وقت کی حکومت میں ان کا گہرا اثر رسوخ تھا۔ ملک کے کلیدی عہدوں پر ان کا قبضہ تھا، فوج میں بھی ان کا اثر و رسوخ تھا، اس لئے قادیانیوں کو دھوکہ تھا کہ پاکستان میں اپنی جھوٹی نبوت کا جعلی سکہ خوب آسانی سے چلا سکیں گے۔

ادھر احرار اسلام کا قافلہ تقسیم ملک کی وجہ سے لٹ چکا تھا، تنظیم اور تنظیمی وسائل کا فقدان تھا، سب سے بڑھ کر یہ کہ احرار اسلام کے زعماء حکومت وقت کے دربار میں معتوب تھے، اس لئے قادیانی اس ملک میں دندناتے پھرتے تھے۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ، قادیانیوں کے عزائم سے باخبر تھے اس لئے ۱۹۴۹ء میں ملتان کی مسجد سراجاں میں اپنے رفقاء کے ساتھ ایک مشاورت کی اور ایک غیر سیاسی تبلیغی تنظیم "مجلس تحفظ ختم نبوت" کی بنیاد رکھی۔ اسی مجلس تحفظ ختم نبوت نے تمام مکتبہ ہائے فکر کے رہنماؤں کو وقت کی نزاکت کا احساس دلایا اور قادیانی فتنہ کے خلاف ایک ایک کے دروازے پر دستک دی اور یوں تمام فرقے تحفظ ختم نبوت کے اسٹیج پر جمع ہو گئے اور مجلس عمل تحفظ ختم نبوت وجود میں آئی، 1953ء میں تحریک ختم نبوت چلی۔ اس تحریک کو بڑی

بعد کسی مدعی نبوت کا بساط نبوت پر قدم رکھنے کی جرأت کرنا بھی لائق تحمل نہیں یہی "عقیدۂ ختم نبوت" کہلاتا ہے جس پر صدر اول سے آج تک امت مسلمہ قائم رہی ہے۔ جو لوگ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے ایمان و اقرار سے سرشار ہو کر نور ایمان سے منور ہو چکے ہیں اور اسلامی برادری کا حصہ ہونے پر فخر کرتے ہیں، ان پر یہ ذمہ داری عائد کی گئی ہے کہ وہ مشرکوں کی سرکوبی کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باغیوں کے خلاف بھی سینہ سپر ہو جائیں اور جھوٹے مدعیان نبوت کے جھوٹے طلسم کو پاش پاش کر کے رکھ دیں۔ اسی ذمہ داری کا نام "تحفظ ختم نبوت" ہے اور تاریخ گواہ ہے کہ امت مسلمہ نے اپنے اس فریضہ سے کبھی غفلت نہیں برتی۔ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ہر مسلمان کا دل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے لبریز ہے اور آپ کی محبت کے بغیر ایمان کی تکمیل ہو ہی نہیں سکتی۔ اس لئے امت مسلمہ کے ہر فرد کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عقیدت کا مضبوط رشتہ ہے جس پر وہ تمام رشتے ناتے قربان کر سکتا ہے۔ آج دشمنان دین اور اعدائے اسلام اس مضبوط رشتہ کو کمزور کرنے اور ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانہ نبوت سے تعلق منقطع کرنے اور اسے کمزور کرنے کے لئے نئی نبوت کا ڈھونگ رچایا گیا اور مرزا غلام احمد قادیانی کے الہامات و مکالمات کے ذریعہ ایک ایسے دین کو پیش کیا گیا جو دین کے نام پر بے دینی کا مجموعہ ہے، چودھویں صدی ہجری میں ظاہر ہونے والے فتنوں میں قادیانیت کا فتنہ سب سے بڑا اور منحوس فتنہ تھا جس نے دو بعثتوں کا نظریہ ایجاد کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب خود سنبھال لیا اور آپ کے تمام کمالات و خصوصیات کو اپنی طرف منسوب کر لیا۔ اسلامی عقائد کا مذاق اڑایا، انبیاء علیہم السلام کی توہین کی اور مسلمانوں کو فحش گالیاں دیں، جہاد کو منسوخ کیا تمام امت مسلمہ کو گمراہ اور کافر قرار دیا۔ قادیانیت ایک ایسا خاردار پودا ہے جس کے کانٹوں میں الجھ کر امت کا دامن اتحاد تار تار ہو چکا ہے، لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت کا سوال سامنے آتا ہے تو امت اسلامیہ کے دل میں چھپی

اس کام کو باقاعدہ منظم کرنے کے لئے خطیب الامت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کو امیر شریعت مقرر کیا اور انجمن خدام الدین کے ایک عظیم الشان جلسہ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اس اجلاس میں پانچ سو جید اور ممتاز علماء و صلحاء موجود تھے ان سب نے حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے ہاتھ پر بیعت کی۔

علماء امت جو انفرادی طور پر اپنے اپنے رنگ میں اس قادیانی فتنہ کا مقابلہ کر رہے تھے مگر قادیانی فتنہ ایک جماعت کی شکل اختیار کرتا جا رہا تھا اس لئے اس کے مقابلہ میں بھی جماعت کو تیار کرنے کی ضرورت تھی۔ حضرت شاہ صاحب نے مجلس احرار کو اس طرف متوجہ کیا اور تحفظ ختم نبوت اور رد قادیانیت کا محاذ اس کے سپرد کیا۔ چنانچہ مجلس احرار نے باقاعدہ اس کے لئے مستقل شعبہ تبلیغ قائم کیا اور اس کے تحت فتنہ قادیانیت کے مقابلے کے لئے اپنی تمام تر کوششیں اور صلاحیتیں صرف کردیں۔ مجلس احرار نے ۲۰، ۲۱، ۲۲ر اکتوبر ۱۹۳۴ء کو قادیان میں تبلیغ کانفرنس کا اعلان کردیا جس سے قادیان میں صف ماتم بچھ گئی۔ بہر حال احرار کے سرفروشوں نے قادیانیت کا خوب پوسٹ مارٹم کیا اور پورے ملک میں اپنے جوش خطابت سے مرزائیت کے لئے نفرت پیدا کردی اور ان سرفروشوں نے اپنے شعلۂ خطابت سے قادیانی نبوت کے خرمن کو پھونک ڈالا۔

قادیانی فتنہ ہندوستان کے قصبہ قادیان میں پیدا ہوا وہاں اس نے پر پرزے نکالے اور انگریز کے سائے میں یہ فتنہ پروان چڑھتا رہا۔ پاکستان کے وجود میں آنے کے بعد مرزا غلام احمد کا بیٹا مرزا محمود قادیان سے فرار ہوا اور پاکستان آکر دجل و تلبیس کا نیا دارالکفر قائم کیا۔ پنجاب کے پہلے انگریز گورنر موڈی کے حکم پر چنیوٹ کے قریب قادیانیوں کو لب دریا ایک ہزار چونتیس ایکڑ زمین عطیے کے طور الاٹ کی گئی، فی مرلہ ایک آنہ کے حساب سے، صرف رجسٹری کے کل اخراجات =/10034 روپے وصول کئے گئے۔ اور وہاں ربوہ کے نام سے اپنا اڈہ قائم کر کے ایک نئے قادیان کی بنیاد رکھی، سوء اتفاق کہ پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ ظفر اللہ خان قادیانی تھا، اس لئے پاکستان کی اس وقت کی حکومت میں ان کا گہرا اثر رسوخ تھا۔ ملک کے کلیدی عہدوں پر ان کا قبضہ تھا، فوج میں بھی ان کا اثر و رسوخ تھا، اس لئے قادیانیوں کو دھوکہ تھا کہ پاکستان میں اپنی جھوٹی نبوت کا جعلی سکہ خوب آسانی سے چلا سکیں گے۔

ادھر احرار اسلام کا قافلہ تقسیم ملک کی وجہ سے لٹ چکا تھا، تنظیم اور تنظیمی وسائل کا فقدان تھا، سب سے بڑھ کر یہ کہ احرار اسلام کے زعما حکومت وقت کے دربار میں معتوب تھے، اس لئے قادیانی اس ملک میں دندناتے پھرتے تھے۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ، قادیانیوں کے عزائم سے باخبر تھے اس لئے ۱۹۴۹ء میں ملتان کی مسجد سراجاں میں اپنے رفقاء کے ساتھ ایک مشاورت کی اور ایک غیر سیاسی تبلیغی تنظیم ”مجلس تحفظ ختم نبوت“ کی بنیاد رکھی۔ اسی مجلس تحفظ ختم نبوت نے تمام مکتبہ ہائے فکر کے رہنماؤں کو وقت کی نزاکت کا احساس دلایا اور قادیانی فتنہ کے خلاف ایک ایک کے دروازے پر دستک دی اور یوں تمام فرقے تحفظ ختم نبوت کے اسٹیج پر جمع ہوگئے اور مجلس عمل تحفظ ختم نبوت وجود میں آئی، 1953ء میں تحریک ختم نبوت چلی۔ اس تحریک کو بڑی

بعد کسی مدعی نبوت کا بساط نبوت پر قدم رکھنے کی جرأت کرنا بھی لائق تحمل نہیں یہی ”عقیدۂ ختم نبوت“ کہلاتا ہے جس پر صدر اول سے آج تک امت مسلمہ قائم رہی ہے۔ جو لوگ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے ایمان و اقرار سے سرشار ہو کر نور ایمان سے منور ہو چکے ہیں اور اسلامی برادری کا حصہ ہونے پر فخر کرتے ہیں، ان پر یہ ذمہ داری عائد کی گئی ہے کہ وہ مشرکوں کی سرکوبی کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باغیوں کے خلاف بھی سینہ سپر ہو جائیں اور جھوٹے مدعیان نبوت کے جھوٹے طلسم کو پاش پاش کر کے رکھ دیں۔ اسی ذمہ داری کا نام ”تحفظ ختم نبوت“ ہے اور تاریخ گواہ ہے کہ امت مسلمہ نے اپنے اس فریضہ سے کبھی غفلت نہیں برتی۔ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ہر مسلمان کا دل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے لبریز ہے اور آپ کی محبت کے بغیر ایمان کی تکمیل ہو ہی نہیں سکتی۔ اس لئے امت مسلمہ کے ہر فرد کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عقیدت کا مضبوط رشتہ ہے جس پر وہ تمام رشتے ناتے قربان کرسکتا ہے۔ آج دشمنان دین اور اعدائے اسلام اس مضبوط رشتہ کو کمزور کرنے اور ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانہ نبوت سے تعلق منقطع کرنے اور اسے کمزور کرنے کے لئے نئی نبوت کا ڈھونگ رچایا گیا اور مرزا غلام احمد قادیانی کے الہامات و مکالمات کے ذریعہ ایک ایسے دین کو پیش کیا گیا جو دین کے نام پر بے دینی کا مجموعہ ہے، چودھویں صدی ہجری میں ظاہر ہونے والے فتنوں میں قادیانیت کا فتنہ سب سے بڑا اور منحوس فتنہ تھا جس نے دو بعثتوں کا نظریہ ایجاد کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب خود سنبھال لیا اور آپ کے تمام کمالات و خصوصیات کو اپنی طرف منسوب کرلیا۔ اسلامی عقائد کا مذاق اڑایا، انبیاء علیہم السلام کی توہین کی اور مسلمانوں کو فحش گالیاں دیں، جہاد کو منسوخ کیا تمام امت مسلمہ کو گمراہ اور کافر قرار دیا۔ قادیانیت ایک ایسا خاردار پودا ہے جس کے کانٹوں میں الجھ کر امت کا دامن اتحاد تار تار ہو چکا ہے، لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت کا سوال سامنے آتا ہے تو امت اسلامیہ کے دل میں چھپی

پروان چڑھا اس لئے اس فتنہ کی سنگینی سے پاکستان کے علماء سب سے زیادہ واقف ہیں اور پاکستان کے علماء دینی اخوت اور اسلامی بھائی چارہ کے تحت برطانیہ اور یورپ کے مسلمانوں کو اس فتنہ سے آگاہ کرتے ہیں۔ عقیدۂ ختم نبوت مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر کے لئے ایک وحدت واکائی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس اکائی نے دنیا بھر کے سوا ارب کے لگ بھگ مسلمانوں کو ایک نکتہ پر مجتمع کردیا ہے۔ قادیانی اس وقت پوری دنیا میں اسلام دشمن قوتوں کے ساتھ مل کر اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے کے لئے کام کررہے ہیں۔ وہ عالمی سطح پر اقتدار پر قبضہ کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ ان کی کوشش ہے کہ مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے تاکہ وہ دنیا کو اسلام کے نام پر آزادی سے گمراہ کرسکیں۔ ان حالات میں مسلمانوں پر یہ بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ قادیانیوں کے اسلام دشمن عقائد کا پردہ چاک کریں۔ امت مسلمہ ہی نہیں بلکہ عیسائیوں اور یہودیوں کو بھی قادیانیوں کے دجل و فریب سے آگاہ کریں اور انہیں بتائیں کہ اسلام ہی وہ دین برحق ہے جو دنیا کو ہر مصیبت و پریشانی سے نجات دلا سکتا ہے۔ اسلام کی امن پسندانہ تعلیمات کی ترویج واشاعت اور انہیں قبول کرکے ہی عالمی معاشرے میں امن وسکون قائم ہوگا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قادیانیوں' عیسائیوں اور یہودیوں سمیت پوری دنیا کو اسلام کی امن پسندانہ تعلیمات کو قبول کرنے کی دعوت دیتی ہے اور ان سے یہ کہتی ہے کہ وہ آزادانہ طور پر کھلے دل کے ساتھ اسلام کا مطالعہ کریں اور اس کے معاشرتی پہلوؤں کے معاشرے میں نفاذ کو یقینی بنائیں۔ اس موقع پر ہم پورے عالم کے انسانوں کو عقیدۂ ختم نبوت پر ایمان لانے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی تسلیم کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔ برطانیہ اور یورپ کے مسلمانوں نے اس عقیدہ کے تحفظ کے لئے بے مثل خدمات انجام دی ہیں۔ تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ ۲۳ر جون کو برمنگھم میں منعقد ہونے والی سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں بھرپور شرکت کرکے آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی لازوال محبت کا ثبوت دیں۔

حضرت مولانا سیّد ارشد مدنی مدظلہ

(امیر جمعیت علماء ہند)

عقیدۂ ختم نبوت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عطا کردہ عقیدہ ہے اور آپؐ کے علوم کے امین و وارث حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اولین مخاطب اور آپ سے براہ راست عقیدۂ و شریعت کی تعلیم حاصل کرنے والے ہیں، ان کی تعلیم بھی یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں، آپؐ جو امانت لے کر آئے وہ امانت قیامت تک باقی رہے گی، آپ نے جو چراغ جلایا وہ قیامت تک بجھنے نہیں پائے گا اور جب یہ چراغ بجھے گا تو دنیا باقی نہیں رہے گی بلکہ قیامت واقع ہوجائے گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مجموعی طور پر قیامت تک حق پر باقی رہے گی، اجتماعی طور پر امت کبھی گمراہ نہیں ہوگی اور یہ امت اس عقیدۂ ختم نبوت پر قائم ہے یہ امت مرتو سکتی ہے لیکن اس عقیدہ سے نہیں ہٹ سکتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی جو کوئی بھی امت میں گھس کر فساد پیدا کرنے اور فساد پھیلانے کی کوشش کرے گا یہ جماعت اس خرابی کو دور کرتی رہے گی۔ باطل اپنے نظریات کو پھیلانے کی رات دن کوشش کررہا ہے، اس کے مقابلہ میں علماء حقہ کی یہ جماعت میدان عمل میں ہے کیونکہ باطل کی جہد مسلسل کا جواب جہد مسلسل سے ہی دیا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جماعت حقہ کی نصرت فرمائے اور غلط عقیدے کے مقابلے میں صحیح عقیدے کو اللہ تعالیٰ بلندی عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ اس عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہمیں بھی قبول فرمائے اور عقیدۂ ختم نبوت سے محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

پیلووینس میں سابق قادیانی خاندان کے سربراہ

گل شیر اور ان کے بیٹے کا قبول اسلام

خوشاب..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سرگرم رکن بھائی عبدالرزاق، جناب ریاست علی نمبردار اور مجلس کے ضلعی مبلغ مولانا محمد اسلم کی محنتوں کو اللہ رب العزت نے بارآور کیا۔ سوا ماہ قبل صدق دل سے کلمہ طیبہ پڑھنے والے پیلووینس مرزائی جماعت کے امیر اور خزانچی جناب لیاقت علی پٹواری کے ۸۰ سالہ والد جناب گل شیر نے بھی ۱۴ر مئی کو رات بارہ بجے قبول اسلام کا اعلان کردیا۔ الحمد للہ! صبح کے وقت یہ خبر مرزائیوں پر شدید گراں گزری اور قادیانیوں کے گھروں میں صف ماتم بچھ گئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پیلووینس کے ذمہ داران اور مبلغ مجلس نے دن رات گل شیر صاحب سے طویل نشستیں کیں، ان کے تمام اشکالات کا تسلی بخش جواب دیا رحمت حق جوش میں آئی اور انہیں مرزا قادیانی اور اس کے عقائد پر لعنت بھیج کر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن شفقت میں آنا نصیب ہوا۔ مقامی مسلمانوں نے اس پر پُرجوش خوشی ومسرت کا اظہار کیا اور نومسلم بزرگ کے لئے استقامت کی دعائیں کیں۔ ابھی تمام مرزائی بے چینی اور قیامت صغریٰ کی کیفیت سے دوچار تھے کہ اگلے روز ۱۵ر مئی بروز منگل شام ۶ بجے کے قریب اس کے بیٹے باقر علی (جو کہ ایک پڑھا لکھا اور باصلاحیت نوجوان ہے نے ذاتی طور پر خود دلچسپی لے کر قادیانی حوالہ جات لکھے اور خود ان کو مطلوبہ مقام سے دیکھا اور سیاق وسباق کے حوالہ سے سمجھا) ۲۷ر سالہ نوجوان نے قبول اسلام کا اعلان کیا ہے، مسلمانوں کے لئے یہ تمام خبریں حوصلہ افزا ہیں۔ تمام قارئین سے اپیل ہے کہ ان تمام نومسلموں کے لئے استقامت کی دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا خاتمہ بالایمان فرمائے۔

ماہِ رجب میں ہونے والی بدعات

ایک تحقیقی جائزہ

مفتی محمد راشد ڈسکوی

دوسری قسط

معراج کس رات میں ہوئی؟

علامہ زرقانی ؒ نے لکھا ہے کہ اس بارے میں تین اقوال مشہور ہیں: پہلا قول جمعے کی رات کا ہے۔ دوسرا قول ہفتہ کی رات اور تیسرا قول پیر کی رات کا ہے۔ چونکہ معراج کی تاریخ میں سخت اختلاف ہے، اس لئے رات کی تعیین میں حتمی قول اختیار کرنا آسان نہیں ہے۔ (سُبل الہدیٰ والرشاد: ۳/۶۵، دار الکتب العلمیہ)

تعیینِ شبِ معراج میں اتنا اختلاف کیوں؟

علماءِ سیر نے خوب تحقیق کے بعد اُن صحابہؓ کی تعداد اور نام لکھے ہیں، جنہوں نے قصۂ معراج کو نقل کیا، کسی نے مختصر اور کسی نے تفصیل سے، چنانچہ علامہ قسطلانیؒ نے (المواہب اللدنیہ: ۲/۳۲۵) میں چھبیس صحابہؓ کے نام شمار کئے ہیں، اور علامہ زرقانیؒ نے اس کتاب کی شرح میں ان صحابہ کے ناموں میں اضافہ کرتے ہوئے پینتالیس کی تعداد اور ان کے نام ذکر کئے ہیں۔

(شرح العلامۃ الزرقانی: ۸/۶، دار الکتب العلمیہ)

اس تفصیل کے بعد قابلِ غور بات یہ ہے کہ اس قصے کی تفصیل بیان کرنے والے اصحابِؓ رسول کی اتنی بڑی تعداد ہے اور اس کے باوجود جس رات میں یہ واقعہ پیش آیا اس رات کی حتمی تاریخ کسی نے بھی نقل نہیں کی، آخر کیوں؟ کتبِ سیر میں غور کرنے کے بعد سوائے اس کے کوئی اور بات سمجھ میں نہیں آتی کہ اگرچہ اِس رات میں اتنا بڑا واقعہ پیش آیا، لیکن اس کی بنا پر اس رات کو کسی مخصوص عبادت کے لئے متعین کرنا نہ تو کسی کو سُوجھا اور نہ ہی زبانِ نبوت سے اس بارے میں کوئی حکم صادر ہوا، اور نہ ہی اس رات کی اس طرح سے تعظیم کسی صحابیِ رسول کے ذہن میں پیدا ہوئی، لیکن اس کے باوجود یہ سوال پھر بھی باقی رہتا ہے کہ اگرچہ اس سے کوئی حکمِ شرعی وابستہ نہیں تھا، تاہم بمقتضائے محبت ہی اس طرف توجہ کی جاتی، جب حضور اکرم ﷺ کے خد و خال اور نقش و نگار کو بھی بمقتضائے محبت ضبط کرنے کا اہتمام کیا گیا تو آخر اس شب سے اس قدر بے اعتنائی کی کیا وجہ؟ تو اس سوال کے جواب میں حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانویؒ فرماتے ہیں کہ:

"اس شب میں خرافات و بدعات کی بھرمار کا شدید خطرہ تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سدِ باب کی غرض سے اس کو مبہم رکھنا ہی ضروری سمجھا۔"

(سات مسائل، ص:۱۶، دار الافتاء والارشاد، کراچی)

صحابہ کرامؓ کا عشقِ رسول:

کیا کسی بھی درجے میں یہ بات سوچی جاسکتی ہے کہ العیاذ باللہ! صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت نہ تھی، یا اُن کو اس رات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملنے والے اتنے بڑے اعزاز کی خوشی نہیں ہوئی، ہرگز نہیں! اُن سے بڑا عاشقِ رسول کوئی اور ہو ہی نہیں سکتا، لیکن اُن کا عشق حقیقی تھا، جس کی بنا پر اُن سے کوئی ایسا فعل سرزد ہو ہی نہیں سکتا تھا، جو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی منشأ کے خلاف ہوتا، وہ تو خیر کے کاموں کی طرف بہت تیزی سے لپکنے والے تھے، لہٰذا اگر اس رات میں کوئی مخصوص عبادت ہوتی تو وہ ضرور اسے سرانجام دیتے اور اسے امت تک بھی پہنچاتے، لیکن ایسا کوئی بھی اقدام صحابہ رضوان اللہ اجمعین کی تاریخ میں نہیں ملتا، تو جب کوئی خیر کا کام ان کو نہیں سُوجھا تو وہ "خیر" ہو ہی نہیں سکتا، بلکہ وہ بدعت ہوگا، جیسا کہ علامہ شاطبیؒ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے:

"کل عبادة لم یتعبدها أصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلا تعبدوها." (الاعتصام للشاطبیؒ، باب فی فرق البدع و المصالح المرسلة: ۱/۳۱۱، دار المعرفة)

ترجمہ: "ہر وہ عبادت جسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہیں کیا، سو تم بھی اُسے مت کرو۔"

بدعت کی پہچان کے لئے معیار:

"وأما أهل السنة والجماعة فیقولون في کل فعلٍ و قولٍ لم یثبُت عن الصحابة، هو بدعةٌ لأنه لو کان خیراً سبقونا إلیه، إنهم لم یترکوا خصلةً من خصالِ خیرٍ إلا و قد بادروا إلیها."

(تفسیر ابن کثیر، الأحقاف: ۱۱، دار السلام)

ترجمہ: "اہل سنت والجماعت یہ فرماتے ہیں کہ جو فعل حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم سے ثابت نہ ہو تو اس کا کرنا بدعت ہے، کیونکہ اگر وہ اچھا کام ہوتا تو ضرور حضرات صحابہ رضوان اللہ

علیہم ہم سے پہلے اُس کام کو کرتے، اس لئے کہ انہوں نے کسی نیک اور عمدہ خصلت کو تشنۂ عمل نہیں چھوڑا، بلکہ وہ ہر (نیک) کام میں سبقت لے گئے۔"

اصلاحی خطبات سے ایک اقتباس:

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی زید مجدہ فرماتے ہیں کہ: "۲۷رجب کی شب کے بارے میں یہ مشہور ہوگیا ہے کہ یہ شبِ معراج ہے، اور اس شب کو بھی اسی طرح گزارنا چاہئے جس طرح شبِ قدر گزاری جاتی ہے اور جو فضیلت شبِ قدر کی ہے، کم و بیش شبِ معراج کی بھی وہی فضیلت سمجھی جاتی ہے، بلکہ میں نے تو ایک جگہ یہ لکھا ہوا دیکھا کہ "شبِ معراج کی فضیلت شبِ قدر سے بھی زیادہ ہے" اور پھر اس رات میں لوگوں نے نمازوں کے بھی خاص خاص طریقے مشہور کر دیئے کہ اس رات میں اتنی رکعات پڑھی جائیں اور ہر رکعت میں فلاں فلاں سورتیں پڑھی جائیں، خدا جانے کیا کیا تفصیلات اس نماز کے بارے میں مشہور ہوگئیں، خوب سمجھ لیجئے: یہ سب بے اصل باتیں ہیں، شریعت میں ان کی کوئی اصل اور کوئی بنیاد نہیں۔

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ۲۷رجب کے بارے میں یقینی طور پر نہیں کہا جاسکتا کہ یہ وہی رات ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے تھے، کیونکہ اس باب میں مختلف روایتیں ہیں، بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ ربیع الاول کے مہینے میں تشریف لے گئے تھے، بعض روایتوں میں رجب کا ذکر ہے اور بعض روایتوں میں کوئی اور مہینہ بیان کیا گیا ہے، اس لئے پورے یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ کون سی رات صحیح معنوں میں معراج کی رات تھی، جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے تھے، اس سے آپ خود اندازہ کرلیں کہ اگر شب معراج بھی شب قدر کی طرح کوئی مخصوص رات ہوتی، اور اس کے بارے میں کوئی خاص احکام ہوتے جس طرح شب قدر کے بارے میں ہیں تو اس کی تاریخ اور مہینہ محفوظ رکھنے کا اہتمام کیا جاتا، لیکن چونکہ شب معراج کی تاریخ محفوظ نہیں تو اب یقینی طور سے ۲۷رجب کو شب معراج قرار دینا درست نہیں اور اگر بالفرض یہ تسلیم بھی کرلیا جائے کہ آپؐ ۲۷رجب کو ہی معراج کے لئے تشریف لے گئے تھے، جس میں یہ عظیم الشان واقعہ پیش آیا اور جس میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ مقام قرب عطا فرمایا اور اپنی بارگاہ میں حاضری کا شرف بخشا، اور امت کے لئے نمازوں کا تحفہ بھیجا تو بے شک وہی ایک رات بڑی فضیلت والی تھی، کسی مسلمان کو اس کی فضیلت میں کیا شبہ ہوسکتا ہے؟ لیکن یہ فضیلت ہر سال آنے والی ۲۷رجب کی شب کو حاصل نہیں۔

پھر دوسری بات یہ ہے کہ (بعض روایات کے مطابق) یہ واقعہ معراج سن ۵ نبوی میں پیش آیا، یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی بننے کے پانچویں سال یہ شب معراج پیش آئی، جس کا مطلب یہ ہے کہ اس واقعہ کے بعد ۱۸ سال تک آپؐ نے شب معراج کے بارے میں کوئی خاص حکم دیا ہو، یا اس کو منانے کا حکم دیا ہو، یا اس کو منانے کا اہتمام فرمایا ہو، یا اس کے بارے میں یہ فرمایا ہو کہ اس رات میں شب قدر کی طرح جاگنا زیادہ اجر و ثواب کا باعث ہے، نہ تو آپؐ کا ایسا کوئی ارشاد ثابت ہے، اور نہ آپؐ کے زمانے میں اس رات میں جاگنے کا اہتمام ثابت ہے، نہ خود آپؐ جاگے اور نہ آپؐ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کی تاکید فرمائی اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے طور پر اس کا اہتمام فرمایا۔

پھر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد تقریباً سو سال تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دنیا میں موجود رہے، اس پوری صدی میں کوئی ایک واقعہ ثابت نہیں ہے، جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ۲۷رجب کو خاص اہتمام کرکے منایا ہو، لہٰذا جو چیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کی اور جو چیز آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہیں کی، اس کو دین کا حصہ قرار دینا، یا اس کو سنت قرار دینا یا اس کے ساتھ سنت جیسا معاملہ کرنا بدعت ہے، اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں (العیاذ باللہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ جانتا ہوں کہ کون سی رات زیادہ فضیلت والی ہے، یا کوئی شخص یہ کہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ مجھے عبادت کا ذوق ہے، اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ عمل نہیں کیا تو میں اس کو کروں گا تو اس کے برابر کوئی احمق نہیں۔"

(اصلاحی خطبات: ۱/۴۸-۵۱، میمن اسلامک پبلشرز)

"حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ اور تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ دین کو سب سے زیادہ جاننے والے، دین کو خوب سمجھنے والے، اور دین پر مکمل طور پر عمل کرنے والے تھے، اب اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں ان سے زیادہ دین کو جانتا ہوں، یا ان سے زیادہ دین کا ذوق رکھنے والا ہوں، یا ان سے زیادہ عبادت گزار ہوں تو حقیقت میں وہ شخص پاگل ہے، وہ دین کی فہم نہیں رکھتا۔ لہٰذا اس رات میں عبادت کے لئے خاص اہتمام کرنا بدعت ہے، یوں تو ہر رات میں اللہ تعالیٰ جس عبادت کی توفیق دے دیں وہ بہتر ہی بہتر ہے، لہٰذا آج کی رات بھی جاگ لیں، لیکن اس رات میں اور دوسری راتوں میں کوئی فرق اور نمایاں امتیاز نہیں ہونا چاہئے۔"

(اصلاحی خطبات: ۱/۵۱، ۵۲ میمن اسلامک پبلشرز)

ہزاری روزہ:

عوام الناس میں یہ رواج ہے کہ ۲۷ رجب کو روزہ کی بڑی فضیلت مشہور ہے، حتیٰ کہ اس بارے میں یہ مشہور ہے کہ اس ایک دن کے روزے کا اجر ایک ہزار روزے کے اجر کے برابر ہے، جس کی بنا پر اسے ''ہزاری روزے'' کے نام سے جانا پہچانا جاتا ہے، حالانکہ شریعت میں اس روزے کی مذکورہ فضیلت صحیح روایات میں ثابت نہیں ہے، اس بارے میں اکثر روایات موضوع ہیں اور بعض روایات جو موضوع تو نہیں، لیکن شدید ضعیف ہیں، جس کی بنا پر اس دن کے روزے کے سنت ہونے کے اعتقاد یا اس دن روزے پر زیادہ ثواب ملنے کے اعتقاد پر روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔ اس بارے میں اکابرین علماء امت نے امت کے ایمان و اعمال کی حفاظت کی خاطر راہنمائی کرتے ہوئے فتاویٰ صادر فرمائے، جو ذیل میں پیش کیے جارہے ہیں:

فتاویٰ رشیدیہ میں ہے:

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب رحمہ اللہ ماہِ رجب میں ہونے والی ''رسمِ تبارک'' اور ''رجب کے ہزاری روزے'' کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ان دونوں امر کا التزام نادرست اور بدعت ہے اور وجوہ ان کے ناجائز ہونے کی (کتاب) اصلاح الرسول، براہین قاطعہ اور اربعینہ میں درج ہیں۔''

(فتاویٰ رشیدیہ ص:۱۴۸، ادارہ اسلامیات)

فتاویٰ محمودیہ میں ہے:

حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی صاحب رحمہ اللہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: ''ماہ رجب میں تواریخ مذکورہ میں روزہ رکھنے کی فضیلت پر بعض روایات وارد ہوئی ہیں، لیکن وہ روایات محدثین کے نزدیک درجۂ صحت کو نہیں پہنچیں، شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے ''ما ثبت بالسنۃ'' میں ذکر کیا ہے کہ: ''بعض (روایات) بہت ضعیف اور بعض موضوع (من گھڑت) ہیں۔''

(فتاویٰ محمودیہ: ۳/۲۸۱، جامعہ فاروقیہ، کراچی)

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ ایک اور سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ: ''عوام میں ۲۷ رجب المرجب کے متعلق بہت بڑی فضیلت مشہور ہے، مگر وہ غلط ہے، اس فضیلت کا اعتقاد بھی غلط ہے، اس نیت سے روزہ رکھنا بھی غلط ہے، ''ما ثبت بالسنۃ'' میں اس کی تفصیل موجود ہے۔''

(فتاویٰ محمودیہ: ۱۰/۲۰۲، جامعہ فاروقیہ، کراچی)

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند میں ہے:

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمنؒ لکھتے ہیں کہ:

''ستائیسویں رجب المرجب کے روزے کو جسے عوام ''ہزارہ روزہ'' کہتے ہیں اور ہزار روزوں کے برابر اس کا ثواب سمجھتے ہیں، اس کی کچھ اصل نہیں ہے۔''

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مکمل و مدلل: ۶/۴۰۶، مکتبہ حقانیہ، ملتان)

فتاویٰ رحیمیہ میں ہے:

حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوریؒ لکھتے ہیں کہ:

''ستائیسویں رجب المرجب کے بارے میں جو روایات آئی ہیں، وہ موضوع اور ضعیف ہیں، صحیح اور قابل اعتماد نہیں، لہٰذا ستائیسویں رجب کا روزہ عاشوراء کی طرح مسنون سمجھ کر ہزار روزوں کا ثواب ملے گا، اس اعتقاد سے رکھنا ممنوع ہے۔''

(فتاویٰ رحیمیہ: ۷/۲۷۴، دارالاشاعت، کراچی)

بہشتی زیور میں ہے:

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (رجب المرجب کے چاند کے بارے میں) لکھتے ہیں کہ:

''اس کو عام لوگ ''مریم روزہ کا چاند'' کہتے ہیں اور اس کی ستائیس تاریخ میں روزہ رکھنے کو اچھا سمجھتے ہیں کہ ایک ہزار روزوں کا ثواب ملتا ہے، شرع میں اس کی کوئی قوی اصل نہیں، اگر نفل روزہ رکھنے کو دل چاہے اختیار ہے، خدا تعالیٰ جتنا چاہیں ثواب دے دیں، اپنی طرف سے ہزار یا لاکھ مقرر نہ سمجھے، بعضی جگہ اس مہینے میں ''تبارک کی روٹیاں'' پکتی ہیں، یہ بھی گھڑی ہوئی بات ہے، شرع میں اس کا کوئی حکم نہیں، نہ اس پر کوئی ثواب کا وعدہ ہے، اس واسطے ایسے کام کو دین کی بات سمجھنا گناہ ہے۔''

(بہشتی زیور: ۶/۶۰، دارالاشاعت، کراچی)

عمدۃ الفقہ میں ہے:

حضرت مولانا سید زوار حسین شاہؒ لکھتے ہیں:

''ہزاری روزہ یعنی ستائیس رجب المرجب کا روزہ، عوام میں اس کا بہت ثواب مشہور ہے، بعض احادیثِ موضوعہ (من گھڑت احادیث) میں اس کی فضیلت آئی ہے، لیکن صحیح احادیث اور فقہ کی معتبر کتابوں میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے، بلکہ بعض روایات میں ممانعت آئی ہے، پس اس کو ضروری اور واجب کی مانند سمجھ کر روزہ رکھنا یا ہزار روزہ کے برابر ثواب سمجھ کر رکھنا بدعت و منع ہے۔'' (عمدۃ الفقہ: ۳/۱۹۵، زوار اکیڈمی)

خلاصۂ کلام

مندرجہ بالا تفصیل سے ۲۷ رجب المرجب کے روزے کی بے سند و بے بنیاد مشہور ہوجانے والی فضیلت کی حقیقت اچھی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ اس دن کو خاص فضیلت والا دن سمجھ کر یا خاص عقیدت کے ساتھ مخصوص ثواب کے اعتقاد سے روزہ رکھنا جائز نہیں ہے، جس سے بچنا ضروری ہے۔ اللہ رب العزت محض اپنے فضل و کرم سے صحیح نہج پر اپنے احکامات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆......☆☆

اسلام کے مایہ ناز جرنیل

مولانا حفیظ الرحمن

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی محکم پیغمبرانہ تعلیم، اس دقیق وحکیمانہ تربیت، اپنی عجیب و غریب طاقت وشخصیت اور اس محیر العقول آسمانی کتاب کے ساتھ کہ جس کے عجائب وغرائب ختم ہونے کو نہیں آتے اور جس کی تازگی میں کبھی فرق نہیں پیدا ہوتا، جاں بلب انسانیت میں ایک نئی زندگی پیدا کردی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی زندگی کا رخ بدل دیا، اس میں خدا کی مدد سے ایمان وعقیدہ پیدا فرمادیا، زندگی کی نئی روح پھونک دی، دبی ہوئی صلاحیتیں ابھار دیں اور اندرونی استعدادیں اجاگر کردیں، پھر ہر ایک کو اس کی صحیح جگہ عطا فرمائی، گویا کہ اسی کے لئے اس کا وجود تھا اور گویا کہ جگہ خالی تھی اور اس کی منتظر تھی، وہ بے جان پتھر تھا، اب وہ ایک جیتا جاگتا انسان بن گیا، وہ بے حس وحرکت مردہ تھا، اب وہ زندہ ہوکر دنیا پر حکومت کرنے لگا، پہلے نابینا تھا جس کو خود راستہ کا پتہ نہ تھا، اب ساری دنیا کا رہبر ورہنما بن گیا۔

’’اومن کان میتا فاحییناہ وجعلنا له نورا یمشی به فی الناس کمن مثله فی الظلمٰت لیس بخارج منها۔‘‘ (الانعام:۱۲۲)

ترجمہ: ’’بھلا وہ جو مردہ ہو ہم نے اس کو زندہ کیا اور اس کو ایک نور عنایت کیا، جس کے ذریعے وہ لوگوں میں چلتا ہو اس جیسا ہے جو اندھیروں میں گم ہو نکل نہ سکتا ہو۔‘‘

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ، تعلیم سے عرب کی جاہل قوم میں ایسا انقلاب برپا ہوا کہ دنیا نے تھوڑے ہی عرصہ میں ان میں عظیم الشان شخصیتیں دیکھیں جو عجوبۂ روزگار اور دنیا کی تاریخ میں مایہ ناز ہیں۔

وہ عمرؓ جو اپنے باپ خطاب کی بکریاں چرایا کرتے تھے اور ان کے باپ ان کو جھڑکا کرتے تھے اور جو کہ قوت وعزم میں قریش کے متوسط لوگوں میں تھے، جن کو کوئی غیر معمولی امتیاز حاصل نہ تھا، ان کے معاصر ان کو غیر معمولی اہمیت نہیں دیتے تھے، وہی عمرؓ تھے کہ یکبارگی تمام عالم کو اپنی عظمت وصلاحیت سے متحیر کو دیتے ہیں اور قیصر وکسریٰ کو تخت وتاج سے محروم کردیتے ہیں، اور ایسی اسلامی سلطنت کی بنا ڈالتے ہیں، جو بیک وقت ان دونوں حکومتوں پر حاوی ہے اور تدبیر وحسن انتظام میں ان پر فوقیت رکھتی ہے، ورع وتقویٰ اور عدل کو تو چھوڑ دیجئے کہ ان میں تو وہ ضرب المثل ہیں۔

یہ ولید کے فرزند خالدؓ ہیں، قریش کے نوجوان حوصلہ مندوں میں سے ایک شخص تھے، مقامی جنگوں میں انہوں نے نام پیدا کیا تھا، قریش کے سردار قبائلی جنگوں میں ان سے مدد لیتے تھے، انہوں نے جزیرۃ العرب کے علاقوں میں کوئی بڑی شہرت بھی حاصل نہیں کی تھی، اچانک وہ آسمانی تلوار (سیف من سیف اللہ) بن کر چمکتے ہیں، جو چیز سامنے آتی ہے کٹ جاتی ہے، یہ خدائی تلوار روم پر بجلی بن کر گرتی ہے اور تاریخ کے طول وعرض میں اپنے تذکرے چھوڑ جاتی ہے۔

یہ ابوعبیدہؓ ہیں جن کی امانت اور نرمی کی تعریف کی جاتی تھی وہ مسلمانوں کے چھوٹے چھوٹے لشکروں کی قیادت کرلیا کرتے تھے، ان کو دیکھئے کہ مسلمانوں کی سب سے بڑی قیادت کا بوجھ سنبھال لیتے ہیں اور ہرقل کو شام کے ہرے بھرے ملک سے ہمیشہ کے لئے نکال دیتے ہیں، غریب اس پر وداعی نظر ڈالتا ہے اور کہتا ہے: ’’اے ملک شام! تجھ کو رخصتی سلام، ایسا سلام جس کے بعد کبھی ملاقات نہیں ہوگی۔‘‘

یہ عمرو بن عاصؓ ہیں جن کا شمار قریش کے سمجھ دار لوگوں میں تھا، قریش ان کو حبشہ کا سفیر بنا کر بھیجتے ہیں تاکہ مسلمان مہاجرین کو واپس لے آئیں مگر ناکام واپس ہوتے ہیں، ان کو دیکھئے مصر فتح کرتے ہیں اور زبردست اقتدار کے مالک بن جاتے ہیں۔

اور یہ سعد بن ابی وقاصؓ ہیں، اسلام سے قبل ان کے متعلق نہ کسی بڑی فوجی قیادت کا پتہ چلتا ہے اور نہ کسی ماہر جنگ کی حیثیت سے ان کی شہرت ہے ان کو دیکھئے مدائن کی کنجیاں سنبھالتے ہیں، اور عراق و ایران کو اسلامی سلطنت میں شامل کرکے ہمیشہ کے لئے فاتح عجم کہلاتے ہیں۔

یہ زید بن حارثہؓ ہیں جنگ موتہ کے لئے مسلمانوں کے لشکر کی قیادت کرتے ہیں اور اسی لشکر میں جعفر بن ابی طالب، خالد بن ولیدؓ جیسے ممتاز لوگ بھی موجود ہیں اور ان کے بیٹے اسامہؓ اس لشکر کی قیادت کرتے ہیں، جس میں ابوبکرؓ عمرؓ جیسے افراد موجود تھے۔

یہ صحابہ کرامؓ تھے جن سے علم کی نہریں بہتی ہیں اور حکمت ان کی زبان پر جاری ہوجاتی ہے۔ قول کے سچے، ایمان کے مضبوط، جرأت اور استقامت کے پیکر، علم کے گہرے اور تکلف سے دور، بات کرتے ہیں تو زمانہ ہمہ تن گوش ہوکر سننے لگتا ہے۔

یہ ہمارے اسلاف ہیں۔ پیغمبر رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ ہیں آج مجھے اور آپ کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستے کو اختیار کرنا چاہئے اور ساتھ ساتھ صحابہ کرامؓ جیسا مضبوط ایمان ہو تاکہ آپ اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور ناموس کے لئے اپنا تن من قربان کرسکیں یہ میرا اور آپ کا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا تقاضا ہے۔

پینے کا وقت ہے نہ پلانے کا وقت ہے
یہ میکدے کی آگ بجھانے کا وقت ہے
ظلمت نہ دور ہوگی چراغوں سے بزم کی
ہر دل میں ایک شمع جلانے کا وقت ہے

اسلام اور مرزائیت!

مولانا عتیق الرحمن

حدیث شریف میں آیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میری امت میں تیس جھوٹے اور دجال ایسے پیدا ہوں گے جو نبوت و رسالت کا دعویٰ کریں گے، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد میں موجود ہے، اسی لئے تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو بھی نبوت و رسالت کا دعویٰ کرے گا وہ کذاب اور دجال ہوگا اور اس کے پیروکار دجال اور کذاب کے پیروکار ہوں گے اور ان کے اس عقیدہ کی بنیاد اس گرانقدر ہستی کے فرمان پر ہے جن کے متعلق اصدق القائلین کا ارشاد ہے:

''محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مرضی و خواہش سے نہیں بولتے، بلکہ ان کے فرمودات وحی الٰہی کے تابع ہوتے ہیں۔'' (سورۂ نجم)

بدیں وجہ امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے:

اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معبوث کرکے اور ان پر نبوتوں اور رسالتوں کا خاتمہ کرکے اور ان پر دین حنیف کو مکمل کرکے لوگوں پر احسان عظیم کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مقدس قرآن حکیم میں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حد تواتر کو پہنچی ہوئی۔ احادیث میں یہ اس لئے بیان فرمادیا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، تاکہ لوگ جان لیں کہ جو بھی آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے گا، وہ جھوٹا، مفتری، دجال، گمراہ اور گمراہ کن ہوگا۔ اگرچہ جادوگری، شعبدہ بازی اور ہاتھ کی صفائی کے کتنے ہی کرتب کیوں نہ دکھلا دے، جس طرح کہ یمن کے اسود عنسی اور یمامہ کے مسیلمہ کذاب نے دکھلائے تھے کہ ان دونوں کی بازی گری اور چالاکی کے باوصف عقل سلیم اور قلب صحیح رکھنے والا جان گیا تھا کہ یہ دونوں ملعون، کذاب اور مفتری ہیں اور بعینہٖ قیامت تک اس قسم کا دعویٰ کرنے والے جھوٹے اور ملعون ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے ساتھ ایسے احوال و امور کو بھی پیدا فرماتے رہیں گے جنہیں دیکھ کر علماء اور مومن ان کے جھوٹے اور کذاب ہونے کی گواہی دیتے رہیں گے۔

یہی وجہ تھی کہ خاتم النبیین رسول انور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد جب مسیلمہ اور اسود عنسی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو صدیق اکبرؓ نے لمحہ بھر کے لئے بھی ان کے دجل و فریب اور کذب و افتراء میں شبہ نہ کرتے ہوئے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک لشکر جرار مسیلمہ کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا اور حضرت مہاجر بن ابی امیہ کی قیادت میں یمن کی طرف اسود عنسی اور ان کے پیروکاروں کی گوشمالی کے لئے فوج روانہ کی اور پرانی روایات کے بالکل برعکس انہیں حکم دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر کسی اور کی نبوت تسلیم کرلینے والوں کے گھروں کو جلا دیا جائے، ان کے پھل دار درخت جڑ سے اکھاڑ دیئے جائیں، ان کے کھیت تخت و تاراج کردیئے جائیں، ان کی عورتوں کو لونڈیاں اور ان کے بچوں کو غلام بنادیا جائے اور ان سے کسی قسم کی رعایت نہ برتی جائے۔

لیکن آج ہمارے پاس نہ عزیمت صدیق ہے اور نہ درہ فاروق اور نہ سیف خالد اور نہ شجاعت عکرمہ رضوان علیہم اجمعین ہے کہ ہم ایسے لوگوں کے خلاف علم جہاد بلند کرسکیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم المرسلین کا انکار کرکے کسی دجال اور کذاب کی جھوٹی و جعلی نبوت و رسالت کو اصلی اور حقیقی بتانے

اظہار تعزیت

قصور... چوکی میں گزشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کام سے محبت اور دلچسپی رکھنے والے مولانا عبداللطیف کے گھر کے تین افراد دو بیٹے اور ایک بیٹی حافظ قرآن ایک حادثہ کبیرہ میں انتقال کرگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ ضلع قصور کے مبلغ مولانا عبدالرزاق مجاہد نے کارکنوں کے ہمراہ مولانا کے گھر جاکر لواحقین سے تعزیت کی، اسی طرح بھائی محمد صابر موذن فاروق اعظم مسجد چوکی کے والد گرامی محمد اشرف انتقال کرگئے۔ مولانا ہارون رشید شیخ الحدیث دارالعلوم دینیہ چوکی نے جنازہ پڑھایا۔ اللہ رب العزت مرحومین کی بال بال مغفرت فرمائے۔ آمین۔

پر تلے ہوئے ہیں۔ ہم ایسے جعل ساز تنبی کو آج صرف یہی کہہ سکتے ہیں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کذاب اور دجال ہے۔

یا ہم مرزا غلام احمد قادیانی کی زبان میں کہہ سکتے ہیں:

”میں ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن وحدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی۔“

اسی طرح جس طرح ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والے کو حسب قول رسول دجال، کذاب اور بقول مرزا قادیانی کافر و کاذب جانتے ہیں، اسی طرح ایسے کذاب و دجال اور کافر کو نبی سمجھنے والوں کو بھی دجال اور کذاب اور کافر کے پیروکار سمجھتے ہوئے کافر مانتے ہیں۔ یہ ہمارا عقیدہ ہے اور عقیدہ کے بارہ میں کسی قسم کی مفاہمت، مداہنت اور سودے بازی نہیں ہوسکتی۔ ہاں ہم یہ بات ضرور کہتے ہیں کہ ملکی مفاد کی خاطر کوئی ایسا اقدام نہیں کرنا چاہئے جس سے کسی کی دل آزاری ہو، لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے کہ کسی غیر مسلم کو غیر مسلم کہنا کسی کی دل آزاری کا باعث نہیں ہوسکتا۔

اگر پاکستان میں بسنے والے عیسائی، یہودیوں، پارسیوں، ہندوؤں، بدھسٹوں اور حتیٰ کہ بہائیوں کو غیر مسلم کہا جاسکتا ہے اور انہیں غیر مسلم کہنے سے کوئی فرقہ واریت لازم نہیں آتی، تو مرزا قادیانی کے الفاظ میں کسی دوسرے کافر کے ماننے والوں کو مسلم قرار دینے سے فرقہ واریت کیسے پیدا ہوجاتی ہے؟ بلکہ فرقہ واریت اور دل آزاری تو اس وقت پیدا ہوتی ہے جب کوئی غیر مسلم مسلمان نہ ہوتے ہوئے اپنے آپ کو مسلمان کہلا کر مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرے یا مسلمان کسی غیر مسلم کو مسلم کہہ کر اسے تنگ کریں۔ یہ بالکل واضح بات ہے کہ کسی عیسائی کو عیسائی یا غیر مسلم کہنا طرفین میں سے کسی کے لئے بھی موجب تکلیف نہیں، لیکن عیسائی کو مسلمان کہنا دونوں فریقوں کے لئے رنج و الم کا باعث ہوگا۔ عیسائی اسے اپنی توہین پر محمول کرے گا اور مسلمان اسے اپنے مذہب کی اہانت سمجھے گا۔ اسی لئے مسلمانوں کے ہاں چودہ سو سال سے ایک قاعدہ کلیہ چلا آرہا ہے جو ایک اللہ کو مانتا ہے اور اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہیں کرتا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو تسلیم کرتا ہے اور ان کے بعد کسی نئے نبی کی آمد و بعثت کو تسلیم نہیں کرتا وہ مسلمان ہے اور اس کے علاوہ اگر وہ ایک خدا مانتے ہوئے کسی اور کی بھی عبادت کرتا ہے یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتا یا مان کر ان کے بعد کسی اور پیدا ہونے والے کو بھی نبی تصور کرتا ہے تو وہ مسلمان نہیں اس قاعدہ پر جو پورا نہیں اترتا، ہمارے نزدیک اس کا اسلام اور مسلمانوں سے دینی و مذہبی، کوئی بھی تعلق نہیں۔ وہ ان کا ہم وطن، ہم قوم، ہم نسل تو ہوسکتا ہے، ہم مذہب نہیں، خواہ عیسائی ہوں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے، خواہ کمیونسٹ ہوں کہ خدا کو نہیں مانتے، خواہ ہندو ہوں کہ خدا کو مانتے ہوئے اوروں کی بھی عبادت کرتے ہیں اور خواہ بہائی ہوں کہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہوئے متنبی فارسی حسین علی مازندانی کو بھی مانتے ہیں اور خواہ مرزائی کہ متنبی ہندی کو مانتے ہیں، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہ مانتے ہوئے کسی اور کی نبوت کے بھی قائل ہیں، ان کا اسلام اور مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

☆☆..........☆☆

صحابہ کرامؓ کا سب سے پہلا اجماع حضور ﷺ کی ختم نبوت پر ہوا: مفتی محمد راشد مدنی

کوئٹہ... جامع مسجد سنہری کوئٹہ میں جمعہ کے اجتماع سے مولانا مفتی محمد راشد مدنی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ناموس رسالت کا تحفظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کا تقاضا ہے، عقیدۂ ختم نبوت دین کی اساس ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں، آپؐ کے بعد کسی کو نبی کہنا یا ماننا کفر ہے۔ صحابہ کرامؓ کا سب سے پہلے اجماع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ہوا۔ انہوں نے کہا کہ ناموس رسالت کا تحفظ ہمارا دینی فرض ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کا تقاضا اور روز محشر شفاعت نبوی کا ذریعہ ہے۔ یہ اللہ رب العزت کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنۂ قادیانیت کے خلاف کام کرنے کے لئے چن لیا ہے۔ اللہ رب العزت نے انبیاء کرام علیہم السلام کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع کر کے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم فرمایا، آپؐ اس کائنات کے آخری نبی اور رسول ہیں، اس کی تائید میں قرآن پاک کی ایک سو آیات اور دو سو دس احادیث موجود ہیں، اس کے علاوہ اس پر اجماع امت ہے۔ چودہ صدیاں گزر گئی ہیں کبھی امت مسلمہ اس عقیدۂ ختم نبوت پر دو رائے کا شکار نہیں ہوئی، جب بھی کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو امت مسلمہ نے اس کا بھرپور مقابلہ کیا اور آج بھی امت قادیانیوں کا مقابلہ کررہی ہے جب تک دنیا میں ایک قادیانی بھی موجود رہے گا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اس کا تعاقب جاری رکھے گی۔

درس گاہِ نبوت کے تربیت یافتہ

مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی

اسلام ایک زندہ مذہب ہے، تاریخ کے مختلف ادوار میں وہ خواہ کسی حال اور پیمانے میں رہا اور راہِ حیات میں اسے چاہے کیسے ہی ناسازگار حالات سے گزرنا پڑا، مگر وہ اپنی مکمل شکل میں کائنات ہست و بود میں موجود رہا اور بغیر کسی پس و پیش اور ادنیٰ تردد کے یہ دعویٰ کیا جاسکتا ہے کہ اس پر کوئی ایسا زمانہ نہیں آیا کہ اس کی اساسی حیثیت پورے طور پر مٹ گئی ہو اور اگلے زمانہ میں پھر نئے سرے سے طلوعِ اسلام ہوا ہو۔

دینِ اسلام کی اصل غایت اللہ تعالیٰ سبحانہ کی معرفت، اس کی رضا کی طلب اور اس کے احکام کی تعمیل ہے۔ خدائے وحدہ لاشریک لہ، شہراہِ اسلام کی آخری منزل ہے، سارے پیغمبر اسی ایک کی طرف دعوت دیتے رہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے: ''من انصاری الی اللہ'' کا آوازہ بلند کرکے دنیا کو بتایا کہ میں خدائے واحد کی طرف بلانے والا ہوں، رحمتِ عالم خاتم النبیین ﷺ نے بھی اپنی منزل کی نشاندہی ان الفاظ میں فرمائی:

''قل ھذہ سبیلی ادعوا الی اللّٰہ علی بصیرۃ۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس شاہراہ کے داعی صحابہ کرامؓ تھے، وہ اپنے اپنے دائرہ عمل میں اللہ کے بندوں کو اس کی دعوت دیتے رہے اور آئندہ آنے والے لوگ ان ہی سے اس شاہراہ کا نشان لیتے رہے۔ جس طرح خدائے واحد کی طرف بلانا تمام پیغمبروں کا اجتماعی نقطہ تھا، ساری امت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر لانا تھا، اصحابِ رسول کا اجتماعی نقطہ تھا، حضرت فاروق اعظمؓ نے ایک موقع پر حضرات صحابہ کرامؓ کے اس داعیانہ کردار کو ان الفاظ میں واضح فرمایا تھا:

''اے لوگو! تمہاری راہیں متعین ہوچکی ہیں اور تمہاری ذمہ داریاں طے کی جاچکی ہیں، تم ایک شاہراہ پر چھوڑے گئے ہو، دیکھنا دائیں بائیں دیکھ کر (اور دوسری قوموں کے متوازی نظریات سے متاثر ہوکر) راہ سے ہٹ نہ جانا۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے شاہراہِ اسلام کے اولین قافلے سے ہم رکاب رہنے کی تلقین و ہدایت ان الفاظ میں کی ہے:

ترجمہ: ''جس کو کسی راہ پر چلنا ہو، اسے چاہئے کہ ان لوگوں کی راہ پر چلے جو اس دنیا سے جاچکے ہیں، کیونکہ زندوں پر فتنہ و آزمائش (میں مبتلا ہوجانے سے بالکلیہ) امن و اطمینان نہیں ہے، وہ وفات یافتہ جن کی راہ اختیار کرنی چاہئے وہ اصحابِ رسول ہیں۔ یہ جماعت اسلامی امت کا بہترین طبقہ تھا، ان کے دل بہت نیک تھے، ان کا علم سب سے عمیق اور گہرا تھا، ان میں تکلف اور بناوٹ نہیں تھی، اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے نبی کی صحبت و رفاقت اور اپنے پسندیدہ دین کی اقامت کے لئے منتخب کرلیا تھا، ان کی فضیلت اور برتری کا اعتراف کرو اور پہچانو، بلاشبہ وہ سیدھی راہ پر تھے۔''

درس گاہِ نبوت کے تربیت یافتہ، فقیہ امت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد محض ایک اتفاقی اور وقتی نصیحت نہ تھی، وہ آئندہ برپا ہونے والے فتنوں میں امت کو راہِ حق بتا رہے تھے:

کھول کر آنکھیں میرے آئینہ گفتار میں
آنے والے دور کی دھندلی سی ایک تصویر دیکھ

حضرات صحابہؓ سے اسلام کا یہ دینی و علمی ورثہ تابعین اور ائمہ مجتہدین کو پہنچا، غرضیکہ اسلام کی شاہراہ مسلسل جو: ''خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم، ثم الذین یلونھم'' کی بشارت نبوی میں صحابہ و تابعین سے مسلسل چلی آرہی تھی، اکابر محدثین و فقہائے مجتہدین نے اس پر پہرہ دیا اور اس کے کل و جزو کی مکمل صیانت و حفاظت کی، اسی سے تمسک دین مسلسل سے وابستگی ہے اور یہی دینِ قیم اور ایک زندہ پائندہ مذہب ہے، پھر اسلام کی چندرہ صدیوں میں سے ہر صدی میں اللہ رب العزت نے اپنی قدرت کاملہ و حکمتِ بالغہ سے ایسے لوگ پیدا کرتے رہے جنہوں نے اسلام کے اصول و عقائد اور اساسِ اعمال و اخلاق کو ہر قیمت پر زندہ رکھا اور اس کی تاریخ میں کوئی ایسا دور نہیں آیا جب کہ قرآن و حدیث اور اسلام کی تعبیر کلیتاً تحریف کی نذر ہوگئی ہو، اگر ایسا ہوا ہوتا تو اسلام ایک زندہ مذہب نہ رہتا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ان اولوالعزم بندوں نے اپنی حیات کے لمحے لمحے کو اظہارِ حق اور ابطالِ باطل کے لئے وقف کردیا، نامساعد حالات اور الحاد و زندقہ کی لہریں اٹھیں، مگر انہیں ایک انچ بھی اس شاہراہِ عظیم سے نہ ہٹا سکیں، یہی اسباب کی وہ دنیا ہے جس کے ذریعے دینِ حق کی ابدی حفاظت ہوئی اور خدائے حکیم و قدیر کا یہ وعدہ پورا ہوتا رہا: ''انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔'' صحابہ کرامؓ سے چلا یہ سلسلہ نسلاً بعد نسل بارہویں صدی میں مسند ہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے خاندان تک پہنچا اور اپنے بعد والوں کے لئے یہی خاندان روشنی کا مینار رہا۔

حضرت شاہ صاحبؒ کے خلفِ رشید اور فرزند اکبر حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے حدیث و فقہ کی مسند سنبھالی اور اپنے والد ماجد کے افکار و نظریات کو بروئے کار لانے میں اپنی ساری توانائیوں کو داؤ پر لگادیا۔ بعد میں آنے والے سب اہل علم اسی خانوادے سے استناد پکڑتے ہیں اور بطور خاص برصغیر میں یہی خاندان اہل حق کا مرکز اعتماد ہے۔

☆☆☆

گستاخِ رسول کی شرعی سزا

عبداللطیف تونسوی

مقصود کائنات فخر موجودات جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات بلاتفریق تمام انسانیت کے لئے راہبر ورہنما اور رحمت حق کا نمونہ ہے، بڑی خوش نصیبی ہے امت کے اس طبقے کی جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی برحق مان کر آپ کی تعلیمات عالیہ کے مطابق اپنی حیات دنیوی کو اتباع نبوی میں صرف کیا، بڑی محرومی اور بدنصیبی ہے اس طبقہ کے لئے جو آپ کی ذات اقدس سے منہ پھیر کر کفر وضلالت کے گہرے گڑھوں میں جا گرے۔

اس شخص سے بڑھ کر سعید اور نیک بخت کون ہوسکتا ہے؟ جو ذات نبوت پہ نثار ہوگیا، ایسے ہی نفوس قدسیہ کے لئے آخرت میں بے شمار انعامات کا وعدہ ہے۔ اس شخص سے بڑا محروم القسمت اور شقی کون ہوسکتا ہے؟ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کے متعلق اپنے خبث باطن کو ظاہر کرنے کے لئے دریدہ دہنی کا مظاہرہ کیا، ایسے محروم القسمت بدبخت کو دنیوی سزا کے ساتھ آخرت میں دائمی ذلت کا سامنا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق بیان فرمائے ہیں:

''النبی اولیٰ بالمومنین من انفسہم وازواجہ امہاتہم۔''

(الاحزاب:۶)

ترجمہ: ''نبی پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) مومنین کے ساتھ خود ان کے نفس سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں اور آپ کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔''

ذات نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کا حق مومنین پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ ہے یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالی پر کوئی بدفطرت حملہ کرے تو مومن کے لئے ضروری ہے کہ اپنی جان کی پروا کئے بغیر ذات نبی کا دفاع کرے، بلکہ مسلمان کو خود اپنی جان کا حق حاصل نہیں اگر کوئی شخص خودکشی کرے یا اپنی قیمتی جان اپنے ہاتھ سے ختم کر بیٹھے تو قیامت کے دن اسے جواب دہ ہونا پڑے گا، اگر یہی جان ذات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر نثار کردے دنیوی واخروی انعامات کا مستحق ہوگا۔ اس لئے بخاری شریف کی ایک روایت میں ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی شخص کامل ایمان والا نہیں ہوسکتا، جب تک کہ اس کے ہاں میں (ذات نبوی) ماں باپ اولاد حتی کہ تمام انسانوں سے زیادہ عزیز نہ ہوجاؤں۔

اسی طرح ایک صحابیؓ کا ایمان افروز واقعہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں مذکور ہے۔ ایک نابینا صحابی کی باندی جو ام ولد تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عالیہ میں تنقیص کیا کرتی تھی۔ صحابی نے اسے روکا مگر وہ باز نہ آئی۔ راوی فرماتے ہیں کہ ایک رات باندی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نازیبا کلمات کہنے لگی تو اس صحابی نے خنجر لیا اور اس کے پیٹ پر رکھ کر وزن ڈال کر دبایا اور مار ڈالا۔ صبح ہوئی تو یہ واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ کر بیان فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جمع فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نابینا صحابی کو کھڑے ہونے کا حکم فرمایا تو وہ صحابی کھڑا ہوگیا، لوگوں کو پھلانگتے ہوئے آگے بڑھا اس حال میں کہ گھبرا رہا تھا۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آکر بیٹھ گیا۔ عرض کیا یارسول اللہ میں نے یہ اقدام اس لئے کیا کہ یہ باندی آپ کو گالیاں دیتی تھی، میں اسے روکتا مگر نہ رکتی تھی۔ میرے اس سے دو بچے ہیں جو موتیوں کی طرح ہیں، وہ مجھ پر مہربان بھی تھی، لیکن آج رات اس نے آپ کی شان میں گستاخی کی تو میں نے خنجر لیا اور اس کو مار ڈالا۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''لوگو گواہ رہو! اس کے خون کا کوئی بدلہ نہیں۔'' (کنزالعمال، ج:۷)

غور فرمائیے کہ دو بچوں کی ماں رفیقہ حیات ذات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں تنقیص کرتی ہے تو صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی سزا قتل تجویز کی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویب فرمائی۔ حقیقت یہی ہے کہ مسلمان خواہ عملی طور پر کتنا کمزور کیوں نہ ہو مگر وہ اپنے نبی (فداہ، ابی وامی صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے بڑی قربانی دینی پڑے تو اس سے گریز نہیں کرتا۔

مذاہب عالم میں یہ امتیاز اور اعزاز صرف

امت محمدیہ کے حصے میں آیا، یہ غیرت وحمیت اسلامی ہمارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کا تحفظ و دفاع کرتا ہے بلکہ دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کی عزت وناموس کے تحفظ میں بھی ویسا ہی غیور اور حساس ہے، جس طرح اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کے برعکس یہود و ہنود اور متعصب نصاریٰ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بغض اور حسد اپنے دلوں میں چھپاتے ہیں، کبھی کبھی گھٹیا اور خسیس حرکتیں کرکے اپنے بغض کا اظہار کرتے ہیں مگر یاد رکھیں جواء الکلب لایظلم الشمس کتوں کا بھونکنا سورج کو بے نور نہیں کرسکتا۔ آسمان پہ تھوکا ان کے چہروں پہ گرتا ہے۔

جہاں تک گستاخ پیغمبر کی سزا کا تعلق ہے سو وہ بالکل ظاہر ہے۔ امت مسلمہ کا چودہ سو سال سے اس بات پر اتفاق اور اجماع ہو چکا ہے گستاخ پیغمبر کا وجود اللہ تعالیٰ کی زمین پر باقی رہنے کے قابل نہیں، سب سے پہلے یہ ذمہ داری حکومت وقت کی ہے وہ اس سزا کا نفاذ کرے، تاکہ امن وامان کا مسئلہ پیدا نہ ہو، اگر حکومت اس میں تساہل یا لاپرواہی کا مظاہرہ کرتی ہے تو پھر ہر مسلمان پر فرض ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کا تحفظ و دفاع کرے الحمدللہ! تاریخ اس بات پر شاہد عدل ہے مسلمانوں نے اس معاملہ میں غفلت و سستی نہیں برتی بلکہ اپنی جانوں پر کھیل کر غیرت وحمیت اسلامی کے اس عظیم تسلسل کو باقی رکھا ہے، یورپی ممالک میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی عزت وناموس کے تحفظ پر قانون موجود ہے، پاکستان میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے حوالہ سے موجودہ قانون تحفظ ناموس رسالت جو کہ اسلامی جمہوریہ کے دستور کے عین مطابق ہے، عالمی طاقتوں کی نظروں میں کھٹکتا ہے؟ مزید ستم بالائے ستم یہ عالمی استعمار و سامراج کے نمک خوار پاکستان کے بعض نام نہاد لیڈر جب اس قانون تحفظ ناموس رسالت کے متعلق لب کشائی کرتے ہیں تو ایسے لگتا ہے کہ یہ لوگ ان عالمی دجالوں کے وکیل ہیں۔ لیکن یاد رکھے وہ وقت دور نہیں جب آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سمیت جمیع انبیاء کرام و مقدس شخصیات کی عزت وناموس کے تحفظ پر مبنی عالمی سطح پر قانون سازی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ وہ وقت جلد لے آئے اور ہم سب اپنی آنکھوں سے دیکھیں مقتدر و مقدس شخصیات کے متعلق نازیبا زبان کھولنے والے برسر عام پھانسی پر لٹکائے جائیں یہ کب ہوگا؟ جب تمام مسلمان بے حسی و غفلت کی چادر اتار پھینکیں گے، اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع بن کر عملی طور پر میدان میں اتریں گے۔ اللہ رب العزت ہم سب کو تحفظ ناموس رسالت اور اقامت دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆..............☆☆

بزم ختم نبوت کا دوسرا سالانہ عظیم الشان تقریری مقابلہ

چناب نگر (مولانا محمد امین) مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام طلبا کی بزم ختم نبوت کا دوسرا سالانہ عظیم الشان تقریری مقابلہ ہوا، جس کی سرپرستی مولانا غلام مصطفیٰ (مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، چناب نگر) اور صدارت مولانا عزیز الرحمن ثانی نے کی۔ تقریری مقابلہ میں تین موضوع رکھے گئے:

(۱) عقیدہ ختم نبوت قرآن وحدیث واقوال سلف کی روشنی میں۔ (۲) تحفظ ختم نبوت میں سلف صالحین وعلماء کا کردار۔ (۳) جھوٹے مدعیان نبوت و گستاخان رسول کی شرعی سزا۔

تقریری مقابلہ میں تین منصف اور جج حضرات منتخب کیے گئے تھے: مولانا عزیز الرحمن ثانی، صاحبزادہ مبشر محمود، مفتی محمد فیصل جبکہ مقابلہ میں پندرہ طالب علم درجہ متوسطہ سوم سے لے کر درجہ خامسہ تک کے شریک ہوئے اور الحمدللہ موضوعات ثلاثہ مذکورہ بالا پر تمام شرکاء نے نہایت شاندار جامع گفتگو کی۔ اول، دوم سوم آنے والے طلبا کو مجلس کی طرف سے مجلس کی مطبوعہ کتب کا منتخب اعزازی انعام دیا گیا، جبکہ دیگر شرکاء کو بھی ان کی حوصلہ افزائی کے لئے مجلس کی کتب اعزاز میں دی گئیں۔ اول آنے والے طالب علم محمد عاقب جاوید درجہ خامسہ، دوم آنے والے طالب علم محمد شعیب درجہ ثالثہ درس نظامی، سوم آنے والے طالب علم محمد علی درجہ اولیٰ۔ تقسیم انعامات کے لئے مولانا عزیز الرحمن ثانی نے مدرسہ ہذا کے جملہ اساتذہ کرام، مسلم کالونی اور باہر سے تشریف لانے والے معزز مہمانان گرامی کو بلا کر ان کے ہاتھوں انعام دلوایا اور اختتامی دعا کے لئے برادر مکرم جناب غلام یاسین ناظم مدرسہ کو دعوت دی۔ الحمدللہ! گزشتہ سال کی نسبت تقریری مقابلہ بہت اچھا رہا، اللہ تعالیٰ مدرسہ ہذا کو دن دگنی رات چوگنی ترقی نصیب فرمائے۔ آمین اور اکابرین مجلس کی زندگی اور محنتوں میں برکت عطا فرمائے اور ادارہ ہذا کو دشمنوں و حاسدین کے شر و فتن سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔

مولانا شیخوپوری شہیدؒ کے قاتلوں کو جلد از جلد گرفتار کیا جائے

خوشاب..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع خوشاب کے علماء کرام اور جماعتی احباب نے مفسر قرآن حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری کی المناک شہادت پر اپنے غم وغصہ کا اظہار کیا، انہوں نے کہا کہ ہم حکومت وقت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ حضرت شہیدؒ کو بے دردی سے شہید کرنے والے ظالم، قاتلوں کو جلد از جلد گرفتار کرکے کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام

مدرسہ ختم نبوۃ مسلم کالونی چناب نگر

Reg. No. SS-160

31 واں سالانہ ختمِ نبوۃ کورس

نامور علماء و مناظرین و ماہرینِ فن لیکچر دیں گے انشاءاللہ

زیرِ سرپرستی

حکیم العصر محدثِ دوراں ولیٔ کامل مخدوم العلماء حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب دامت برکاتہم

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

بتاریخ

2 شعبان ۱۴۳۳ھ مطابق 23 جون 2012

تا

26 شعبان ۱۴۳۳ھ مطابق 17 جولائی 2012

- کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے کم ازکم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے
- شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا
- کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب اور نقد انعام دیا جائے گا۔
- داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے

درخواستوں کیلئے پتہ

شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ○ چناب نگر ضلع چنیوٹ

چناب نگر 047-6212611

ملتان 061-4783486